# ہندوستان امیر خسرو کی نظر میں

سید صباح الدین عبد الرحمٰن

دار المصنفین شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ۔ ۲۷۶۰۰۱ (الہند)

# ہندوستان

## امیر خسرو کی نظر میں

اس میں امیر خسرو کی مثنویوں اور دواوین سے ان کی وطن دوستی، وطن نوازی اور وطن پروری سے متعلق ان کے تمام تاثرات کو یکجا کر دیا گیا ہے اور آخر میں ان کی مثنویوں اور دواوین کے اقتباسات بھی دے دیے گئے ہیں۔

مرتبہ

سید صباح الدین عبد الرحمٰن

دار المصنفین، شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ (ہند)-۲۷۶۰۰۱

سلسلۂ دارالمصنّفین نمبر : ۹۵

نام کتاب : ہندوستان امیر خسرو کی نظر میں

نام مرتب : سید صباح الدین عبدالرحمٰن

صفحات : ۱۲۵

معیاری ایڈیشن : ۲۰۱۲ء

مطبع : معارف پریس شبلی اکیڈمی اعظم گڑھ

ناشر : دارالمصنّفین شبلی اکیڈمی اعظم گڑھ

قیمت : ۶۰/ روپے

باہتمام : عبدالمنان ہلالی

ISBN : 978-93-80104-25-6

DARUL MUSANNEFIN SHIBLI ACADEMY
P.O. Box No. 19,
SHIBLI ROAD, AZAMGARH-276001 (U.P.)
e-mail : shibli_academy@rediffmail.com
website: www.shibliacademy.org

فہرست مضامین

# ہندوستان امیر خسرو کی نظر میں


| مضمون | صفحہ | مضمون | صفحہ |
|---|---|---|---|
| دیباچہ | ۱-۲ | پھولوں کی بہار | ۱۳ |
| مقدمہ | ۳ | میوے | // |
| خاندان | ۳ | باشندگانِ دہلی | // |
| ابتدائی زندگی | // | کیلوکھری کا قصرِ نو | ۱۴ |
| نانا کی سرپرستی | ۴ | شاہی دربار کا جشنِ نوروز | // |
| خسرو اور خواجہ نظام الدین اولیاءؒ | ۵ | خربزہ کی تعریف | ۱۵ |
| امرا اور شہزادوں کے دربار میں رسائی | ۷ | ہندوستان کے کپڑے کی تعریف | // |
| ترتیب دیوان وسط الحیوۃ | ۸ | شاہی دعوت | ۱۶ |
| اودھ میں قیام | ۱۰ | غرۃ الکمال کی تدوین | ۱۷ |
| قرآن السعدین کی تدوین | ۱۱ | خمسۂ خسرو کی تدوین | ۱۹ |
| دہلی | ۱۲ | "مطلع الانوار" | // |
| مردم دہلی | // | "شیریں خسرو" | // |
| جامع مسجد | // | اچھے ہندوستانی نوجوان | ۲۰ |
| منارہ | // | "مجنوں لیلیٰ" | // |
| حوض شمسی | // | "آئینۂ سکندری" | // |
| آب وہوا | ۱۳ | "ہشت بہشت" | ۲۱ |

| مضمون | صفحہ | مضمون | صفحہ |
|---|---|---|---|
| ایک اچھی ہندوستانی لڑکی | ۲۱ | ہندوستانی زبانیں | ۳۰ |
| مثنوی دول رانی خضر خاں | ۲۲ | سنسکرت کی برتری | ۳۱ |
| ہندی زبان | // | ہندوستانی جانور | // |
| ہندی زبان کے صرف ونحو | ۲۳ | ہندوستان کی جادوگری | // |
| ہندوستانی کپڑے | // | ہندو مرد اور عورت کی وفاداری | ۳۲ |
| پان | // | ایک اچھے ہندوستانی حکمراں کے اوصاف | // |
| آم کی تعریف | // | امرا کو نصیحت | ۳۳ |
| ہندوستانی پھول | // | اچھے ہندوستانی لشکری | // |
| ہندوستان کا حسن | ۲۴ | اچھے ہندوستانی | // |
| ہندوستان کی ایک شادی کا جشن | ۲۵ | نہایۃ الکمال | // |
| آتش پرست ہندو سے سبق | ۲۶ | دیوگیر کی تعریف | ۳۴ |
| مثنوی نہ سپہر | // | دیوگیر کے پھل | // |
| ذکر دہلی | ۲۷ | دیوگیر کے کپڑے | // |
| ہندوستان کی محبت کی وجہ | // | دیوگیر کی موسیقی | // |
| ہندوستان ایک جنت ارضی ہے | ۲۸ | خسرو کا پیام | // |
| ہندوستان کی آب وہوا کی خوبی | // | **انتخاب قران السعدین: ۳۶-۵۵** | |
| ہندوؤں کے علوم وفنون | ۲۹ | دہلی | ۳۷ |
| ہندوؤں کی وحدانیت | // | قلعہ وحصار دہلی | // |
| دوسروں کے مقابلہ میں ہندوؤں کی برتری | // | مردم شہر دہلی | ۳۸ |
| ہندوستان کی برتری کے اسباب | ۳۰ | جامع مسجد دہلی | // |

| مضمون | صفحہ | مضمون | صفحہ |
| --- | --- | --- | --- |
| مناره (مراد قطب مینار) | ۳۹ | خربزهٔ ہند | ۵۲ |
| حوض شمسی | ۴۰ | جامهٔ ہندی | // |
| آب وہوا، گلہائے ومیوہ ہائے ہند و دہلی | ۴۱ | الوان نعم بر مائدهٔ سلطان ہند | ۵۳ |
| مردمان فرشته سرشت | ۴۲ | تنبول | ۵۴ |
| علم وہنر | // | **انتخاب مفتاح الفتوح: ۵۶-۵۷** | |
| بتان سادهٔ دہلی | ۴۳ | قلعه جهائیں (نزد رنتھنبور) | ۵۷ |
| کھیلوکھری | ۴۳ | **انتخاب شیریں خسرو: ۵۸-۶۰** | |
| قصر نو | ۴۴ | اوصاف نوجوانان ہند | ۵۹ |
| جشن نوروز | ۴۵ | **انتخاب ہشت بہشت: ۶۱-۶۴** | |
| چتر سیاه | ۴۶ | اوصاف دختران ہند | ۶۴ |
| چتر سفید | // | **انتخاب دول رانی خضر خاں: ۶۵-۸۳** | |
| چتر سرخ | ۴۷ | خوبی زبان ہند | ۶۶ |
| چتر سبز | ۴۸ | صرف ونحو زبان ہند | // |
| چتر گل | // | بیان ومعانی زبان ہند | ۶۷ |
| رایت لعل وسیاه | ۴۹ | تنبول | // |
| صف ہائے اسپان وپیل | // | جامہ ہندی | // |
| گلستان سیم وزر | ۵۰ | نغزک (انبہ) | ۶۸ |
| نخل موم | // | موسم بہار وگلہائے ہند | // |
| دستهٔ گل دلفریب | // | حسن ہند | ۷۱ |
| آرایش دربار | ۵۱ | جشن ازدواج در خانوادهٔ شاہی | ۷۳ |

| مضمون | صفحہ | مضمون | صفحہ |
|---|---|---|---|
| آرایش شہر | ۷۳ | حجت ہفتم | ۹۰ |
| نوبت وشادیانہ | ۷۴ | خوبی آب وہوا | ۹۱ |
| شعبدہ ہائے بازی گراں درجشن | ۷۵ | حجت اول | // |
| رقص وسرود ونغمہ | ۷۶ | حجت دوم | ۹۲ |
| قرآن وحدیث | ۷۹ | حجت سوم | // |
| وعظ وتذکیر | // | حجت چہارم | // |
| تعیین ساعت سعید برائے جلوس | // | حجت پنجم | // |
| روانگی جلوس | ۸۰ | حجت ششم | ۹۳ |
| رسوم شادی | ۸۲ | حجت ہفتم | // |
| درس از ہندوے آتش پرست | ۸۳ | حجت ہشتم | // |
| **انتخاب نہ سپہر: ۸۵-۱۱۴** | | حجت نہم | // |
| ہندوستان | ۸۶ | حجت دہم | ۹۴ |
| حب الہند | // | علوم ہند | // |
| کشور ہنداست بہشتی بزمیں | ۸۷ | تصور وحدانیت ہنود | ۹۵ |
| حجت اول | // | فضیلت ہندوواں بردیگراں | ۹۶ |
| حجت دوم | ۸۸ | اسباب فضیلت ہند | ۹۷ |
| حجت سوم | // | حجت اول | // |
| حجت چہارم | ۸۹ | حجت دوم | // |
| حجت پنجم | // | حجت سوم | ۹۸ |
| حجت ششم | ۹۰ | حجت چہارم | // |

| مضمون | صفحه |
| --- | --- |
| حجت پنجم | ۹۹ |
| حجت ششم | // |
| حجت هفتم | // |
| حجت هشتم | // |
| حجت نهم | // |
| حجت دهم | ۱۰۱ |
| زبانهائے هند | // |
| سنسکرت برتر زوری | ۱۰۳ |
| جانوران و مرغهائے هند | // |
| طوطا | // |
| شارک | ۱۰۴ |
| زاغ | // |
| کنجشک | // |
| مرغ پر هنر | ۱۰۵ |
| طاؤس | // |
| طرفگی طاؤس | ۱۰۶ |
| بگله | // |
| مرنگ سقا | ۱۰۷ |
| جانورانِ دیگر | // |
| جانورے کہ مانند آدمی شود و او بانگ مثل شغال می زند | ۱۰۸ |
| مرکب پاکوب | // |
| بز | // |
| بوزنه | ۱۰۹ |
| پیل | // |
| فسون گری هند | ۱۱۰ |
| جذبهٔ وفا زنان و مردانِ هند | ۱۱۱ |
| تلقین اوصاف حکمرانانِ هند | ۱۱۲ |
| تلقین اوصاف لشکریانِ هند | // |
| تلقین اوصاف باشندگانِ هند | ۱۱۳ |
| انتخاب نهایة الکمال: ۱۱۵–۱۱۸ | |
| دیوگیر | ۱۱۶ |
| میوه‌هائے دیوگیر | ۱۱۷ |
| جامهٔ دیوگیر | ۱۱۸ |
| موسیقی دیوگیر | // |


☆☆☆

# دیباچہ طبع جدید

دارالمصنفین شبلی اکیڈمی کی اہم مطبوعات میں "ہندوستان امیر خسرو کی نظر میں" شامل ہے۔ اکیڈمی نے اسے بڑے اہتمام سے شائع کیا تھا، اس وقت معارف پریس کی طباعت و اشاعت معیاری اور مثالی ہوتی تھی، انقلاب زمانہ سے اس کی وہ حیثیت باقی نہیں رہی، مالی دشواریوں کی وجہ سے طباعت کا معیار مستقل گرتا چلا گیا اور اس کے باعث یہاں سے چھپنے والی کتابوں کا پڑھنا مشکل اور ان سے استفادہ دشوار ہوتا چلا گیا۔

دارالمصنفین نے جب تمام تر دشواریوں کے باوجود اپنی مطبوعات کے جدید اور خوبصورت ایڈیشن شائع کرنے کا فیصلہ کیا تو فطری طور پر علامہ شبلی کی کتابوں اور دوسری اہم مطبوعات کو اولیت دی گئی، المامون، الفاروق، سوانح مولانا روم، سفرنامہ روم ومصر وشام اور خطبات کے نئے ایڈیشن اہتمام سے شائع کیے گئے، اب تک سو سے زیادہ کتابوں کے معیاری ایڈیشن شائع کیے جا چکے ہیں، "ہندوستان امیر خسرو کی نظر میں" کا یہ ایڈیشن بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

یقین ہے کہ قدردانان دارالمصنفین اس نئے قالب میں یہاں کی مطبوعات کی پذیرائی کریں گے۔

اشتیاق احمد ظلی

ڈائریکٹر دارالمصنفین شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ

۱۸ر دسمبر ۲۰۱۲ء

# دیباچہ

علامہ شبلیؒ نہ صرف امیر خسرو کی شاعری کی جہاں گیری کے بڑے مداح رہے بلکہ ان کی وطنی رواداری اور محبت کو بھی اپنے ایک مقالہ ''مسلمانوں کی علمی بے تعصبی'' میں بڑی فراخ دلی سے دکھایا ہے، اس مضمون میں انہوں نے امیر خسرو کی مثنوی ''نہ سپہر'' سے کچھ اشعار بھی نقل کیے ہیں، راقم نے جب ان اشعار کو دیکھا تو خیال ہوا کہ امیر خسرو کے اس قسم کے تمام اشعار ایک جگہ جمع کر دیے جائیں تو ان کی وطنی محبت کی اور بھی زیادہ صحیح تصویر سامنے آجائے، استاذی المعظم حضرت مولانا سید سلیمان ندویؒ بھی امیر خسرو کی گونا گوں خوبیوں کے معترف تھے، وہ آل انڈیا ہسٹری کانگریس (شعبۂ تاریخ ہند از منۂ وسطیٰ (۱۵۲۶-۱۲۰۶ء) منعقدہ مدراس دسمبر ۱۹۴۴ء کے خطبہ صدارت میں تحریر فرماتے ہیں کہ ''امیر خسرو نے ہندوستان کی خاک کو اپنی آنکھوں کا سرمایہ بنایا، وہ گو نسلاً ترک تھے مگر ان کا دل ہندوستان کی مٹی سے بنا تھا، انہوں نے فارسی اور بھاشا کی آمیزش سے ہندوستان میں مسلمانوں کے عہد میں ایک نئی زبان اور نیا تمدنی ذوق پیدا کرنے کی کوشش کی اور سب سے پہلے اس ملی جلی زبان میں شاعری کی بنیاد رکھی اور موسیقی کی ایک نئی لے ہندی اور ایرانی سے پیدا کی، اپنی فارسی مثنوی ''نہ سپہر'' میں ایک مستقل باب ہندوستان کی خوبیوں پر لکھا ہے اور یہاں کے ملکی باشندوں کے علم، آرٹ اور ہنر کی تعریف میں اپنی شاعری کا پورا جوہر دکھایا ہے۔''

ان سطروں کو پڑھنے کے بعد امیر خسرو کے اس جوہر کا مطالعہ برابر کرتا رہا، اب خوشی ہے کہ ناظرین کے ہاتھوں میں اس وقت جو یہ رسالہ ہے، اس سے امیر خسرو کا یہ جوہر ان کی نظروں میں پوری طرح سامنے آجائے گا، اس رسالہ کا مطالعہ قومی اور جذباتی ہم آہنگی کے حامیوں اور علم برداروں کے لیے بھی مفید ہوگا۔

امیر خسرو محبانِ وطن کے شہزادے کہلائے جانے کے مستحق ہیں اور ان کی زندگی تمام محبانِ وطن کے لیے ایک پیغام ہے کہ اپنے ہم وطنوں کے دلوں کی تسخیر کے لیے مذہبی عقائد، روحانی واردات اور ذاتی خیالات کی خواہ مخواہ وحدت ضروری نہیں، بلکہ سچے جذبات کے ساتھ رواداری، دل داری، کشادہ دلی، وسیع المشربی، باہمی مفاہمت، مصالحت، موافقت اور یگانگت کی ضرورت ہوتی ہے، اس رسالہ کے مقدمہ سے یہ چیز نمایاں ہوگی، مقدمہ میں تو امیر خسرو کی اس وطنی محبت کا خلاصہ ہے، جس کا انہوں نے اپنی مختلف مثنویوں اور دواوین میں اظہار کیا ہے، ان کے اقتباسات اس لیے بھی شامل کردیے گئے ہیں کہ ناظرین خود بھی ایک جگہ پر ان کے مطالعہ سے محظوظ ہوں، اسی کے ساتھ یہ بھی خیال پیدا ہوا کہ اگر یہ رسالہ ہندوستان سے باہر فارسی داں حلقہ میں پہنچ جائے تو وہاں بھی ان اقتباسات کے ذریعہ ہندوستان کی عظمت وجلالت کا صحیح احساس پیدا ہو۔

رسالہ کا نام ”ہندوستان امیر خسرو کی نظر میں“ ہے ظاہر ہے کہ ہندوستان سے مراد امیر خسرو کے زمانہ کا ہندوستان ہے، جب کہ پاکستان کے تقسیم شدہ علاقے بھی اس میں شامل تھے، طباعت وکتابت کی کچھ غلطیاں رہ گئی ہیں، امید ہے کہ ناظرین ان کو اپنے ذوق سے درست کرکے ان کوتاہیوں سے درگزر فرمائیں گے۔

ہیچمدان
سید صباح الدین عبدالرحمٰن
دارالمصنفین، اعظم گڑھ

۲۰ رجولائی ۱۹۶۶ء

مقدمہ

# ہندوستان

# امیر خسرو کی نظر میں

**خاندان:** خسرو کا خاندان کش سے جو ماوراء النہر میں واقع ہے، تیرہویں صدی عیسوی میں دریائے سندھ کو عبور کر کے ہندوستان میں داخل ہوا، اس کے بعض افراد شمس الدین ایلتتمش کے عہد ۱۲۱۰ء-۱۲۳۵ء میں دہلی آئے اور اس کے دربار میں ملازم ہوئے، انہی میں خسرو کے والد بزرگوار سیف الدین محمود بھی تھے، ضیاء الدین برنی کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو ۱۲/ ہزار تنکہ سالانہ وظیفہ ملتا تھا (۱) ان کو مومن پور المعروف بہ پٹیالی (ضلع ایٹہ اتر پردیش) میں کوئی جاگیر ملی تھی اور وہ یہیں سکونت پذیر ہو گئے تھے، ان کی شادی عمادالملک کی لڑکی سے ہوئی جن کا شمار شاہی دربار کے معزز امرا میں ہوتا تھا، اس شادی سے ان کے تین فرزند ہوئے، اعزالدین علی شاہ، ابوالحسن یمین الدین خسرو اور حسام الدین قتلغ۔

**ابتدائی زندگی:** خسرو مومن پور یعنی پٹیالی ہی میں ۶۵۱ھ مطابق ۱۲۵۲ء میں پیدا ہوئے، ان کے دیوان تحفۃ الصغر کے دیباچہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب ان کے دودھ کے دانت بھی نہیں ٹوٹے تھے تو انہوں نے شعر گوئی کی ابتدا کی، وہ آٹھ سال کے تھے کہ ان کے والد ایک معرکہ میں شہید ہوئے۔

---

(۱) تاریخ فیروز شاہی از ضیاء الدین برنی ص ۱۹۷۔

**نانا کی سرپرستی:** والد کی وفات کے بعد وہ پٹیالی سے نانا عمادالملک کی سرپرستی میں دہلی آگئے، ان کا سایۂ شفقت ان کے لیے بڑی نعمت ثابت ہوا اور پھر آخر عمر تک دہلی ہی کے ہو کر رہے، عمادالملک سلطان التمش کے عہد سے بلبنی عہد (۱۲۸۶ء-۱۲۶۶ء) تک عرض ممالک کے عہدے پر فائز تھے، ان کے دبدبہ وحشمت کا یہ حال تھا کہ دو سو ترک غلام، دو ہزار ہندو اور دو ہزار سوار برابر ان کی خدمت کے لیے تیار رہتے تھے؛(۱) ان کا دسترخوان بچھتا تو طرح طرح کے کھانوں کے پچاس ساٹھ خوان آتے، امرا و ملوک کے علاوہ جو بھی موجود ہوتا کھانے میں شریک ہوتا، مولانا ضیاء الدین برنی نے لکھا ہے کہ نیک کاموں میں انہوں نے اتنے گاؤں وقف کیے تھے کہ ان کے زمانے یعنی فیروز شاہی عہد تک لوگ ان کے اوقاف سے گزر اوقات کرتے رہے۔(۲)

امارت وثروت سے بھرے ہوئے اسی ماحول میں خسرو نے پرورش پائی، عمادالملک کی مجلس میں علماء، شعرا اور ارباب نشاط سب ہی شریک ہوتے تھے، ظاہر ہے کہ خسرو کو اپنے نانا کی مجلسوں میں علم وادب اور موسیقی کے ذوق کے نشو ونما میں کس قدر مدد ملی ہوگی، تحفۃ الصغر کے دیباچہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بارہ سال کی عمر میں ان میں اتنی غیر معمولی قابلیت پیدا ہوگئی تھی کہ فارسی شاعری کے اساتذہ مثلاً انوری (م ۵۸۲ھ-۱۱۸۶ء) اور سنائی (م ۵۴۵ھ-۱۱۵۰ء) وغیرہ کے کلام کا مطالعہ کر سکتے تھے، پھر اسی صغر سنی میں ان اساتذۂ فن کے تتبع میں اشعار کہنے شروع کر دیے تھے، آگے چل کر ان میں جو علمی استعداد پیدا ہوگئی اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مذہب، تصوف، فقہ، نجوم، ہیئت اور صرف ونحو پر غیر معمولی درک رکھتے تھے، پھر زبانوں میں ترکی وفارسی تو ان کی مادری زبانیں تھیں، عربی ادب پر ان کی نظر گہری تھی، وہ میٹھی ہندی بھی بول سکتے تھے، غرۃ الکمال کے دیباچہ میں ہندی کے متعلق کہتے ہیں:

ترک ہندوستانیم من ہندوی گویم جواب ۔ شکرِ مصری ندارم کز عرب گویم سخن

(۱) دیباچہ غرۃ الکمال۔ (۲) تاریخ فیروز شاہی از ضیاء الدین برنی، ص ۱۱۵-۱۱۷۔

پھر ایک دوسری جگہ اسی دیباچہ میں کہتے ہیں:

چو من طوطی ہندم راست پرسی ز من ہندوی پرس تا نغز گویم

وہ ہندی کے بہت بڑے شاعر بھی تھے اور انہوں نے ہندی میں نظمیں لکھ کر دوستوں میں تقسیم کیں۔

سولہ سال کی عمر تک پہنچتے پہنچتے خسرو نے سخن سنجی میں اچھی خاصی مہارت پیدا کر لی اور اس زمانہ میں بھی ان کے اشعار کچھ ایسے مقبول ہوئے کہ گویے مجلسوں میں گانے لگے جن کو سن کر بڑے بوڑھے وجد کرتے تھے اور جب ابھی ۲۰ سال ہی کے تھے تو ایک دیوان تحفۃ الصغر کے نام سے مرتب کر لیا، جس میں تقریباً ۳۵ قصیدے، ۵ ترکیب بند، کچھ متفرقات اور ایک مثنوی ہے۔

**خسرو اور خواجہ نظام الدین اولیاء:** ان کا پورا خاندان حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ (م ۷۲۵ھ-۱۳۲۴ء) کے حلقۂ ارادت میں داخل تھا، اس لیے ان کو بچپن ہی سے حضرت خواجہؒ کے فیوض و برکات حاصل کرنے کا موقع ملا، رفتہ رفتہ ان کو اپنے مرشد سے ایسا والہانہ لگاؤ پیدا ہو گیا کہ ان کی فریفتگی اور شیفتگی کے قصے آج تک مجلسوں میں دہرائے جاتے ہیں، ان کو ہر قسم کا دنیاوی اعزاز حاصل ہوا لیکن اس کے باوجود اپنے مرشد کی خدمت ہی کو سعادتِ عظمیٰ سمجھتے تھے، کبھی خلوت میں ان کے ادنیٰ خادم بن کر رہتے، کبھی جلوت میں خوش الحان قوال بن کر اپنی غزلیں سناتے۔ وہ جو بھی نظم کہتے حضرت خواجہؒ کی خدمت میں ضرور پیش کرتے، ایک روز حضرت خواجہؒ نے ان سے کہا کہ کلام کو عشق انگیز بناؤ، خسرو نے اس پر عمل کرنا شروع کیا اور اس کو حد کمال تک پہنچا دیا، فطرت نے ان کا خمیر عشق ہی سے بنایا تھا، حضرت خواجہؒ کی صحبت میں اس کی اور جلا ہوئی اور وہ سراپا عشق ہو گئے اور عشق کی بجلی تمام زندگی ان کی رگ میں کوندتی پھری، صوفی بنے تو عشقِ الٰہی کی آگ ان کے سینہ میں ایسی فروزاں ہوئی کہ خود حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کہا کرتے تھے کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ کیا

لائے تو کہوں گا کہ اس ترک اللہ (مراد امیر خسرو) کا سوزِ سینہ، اس سے ظاہر ہے کہ امیر خسرو نے راہ سلوک میں بڑے مدارج حاصل کیے اور بقول مولانا شبلیؒ ان کا ہر شعر جو بجلیاں گراتا ہے، وہ اسی وادی ایمن کی شرر باریاں ہیں، وہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کے ادنیٰ خادم بنے تو ان سے ان کا عشق اتنا بڑھا کہ گویا ان کا جمال دیکھ کر جیتے تھے اور حضرت خواجہؒ کو بھی ان سے بڑا تعلق رہا، فرمایا کہ اگر ایک قبر میں دو لاشوں کا دفن کرنا جائز ہوتا تو میں اپنی ہی قبر میں ان کو بھی دفن کراتا۔ (فرشتہ ج ۲ ص ۴۰۳)

سلاطین کے دربار سے وابستہ ہوئے تو تاج و تخت سے ان کو اتنا قلبی لگاؤ پیدا ہو گیا کہ جابر سے جابر سلطان بھی ان کا معترف و مداح رہا، شعر و شاعری کی شاہ راہ پر گامزن ہوئے تو اپنی غزلوں اور مثنویوں میں مختلف انداز سے اضطراب عشق، قرارِ عشق، اضطرارِ عشق اور سکون عشق کی رنگا رنگی کو بیان کر کے فارسی شاعری کے زندۂ جاوید شاعر بن گئے، پھر ساز و نغمہ کی طرف مائل ہوئے تو ان کی ہر لے اور ہر زیر و بم میں ان کے عشق پنہاں کے سوز دروں کی صدائے بازگشت سنائی دیتی تھی اور جب ان کی نگاہ بینا وطن کی طرف اٹھتی تو اس کی ہر چیز ان کو رنگین اور حسین نظر آتی، اس کے ہر ذرہ کو دیوتا سمجھ کر اس کے پجاری بن گئے، ان ہی خوبیوں کی وجہ سے مولانا شبلی (م ۱۹۱۴ء) نے بجا طور پر کہا ہے کہ ہندوستان میں چھ سو برس سے آج تک اس درجہ کا جامع کمالات نہیں پیدا ہوا اور سچ پوچھو تو اس قدر مختلف اور گوناگوں اوصاف کے جامع ایران و روم کی خاک نے بھی ہزاروں برس کی مدت میں دو ہی چار پیدا کیے ہوں گے۔ (شعر العجم ج ۲ ص ۱۳۲)

زیر نظر رسالہ میں ان کے تمام کمالات کا احاطہ کرنا مقصود نہیں، ان کو اپنے وطن کی ہر چیز سے جو انس و محبت، شیفتگی اور وارفتگی رہی، وہی پیش کرتا ہے، آئندہ صفحات میں ان کی مثنویوں کے اقتباسات مختلف عنوانات کے ساتھ ملیں گے اور ان میں جو کچھ کہا گیا ہے اس کا خلاصہ ان کی زندگی کے پس منظر کے ساتھ اس دیباچہ کی نثر میں پیش کیا جا رہا ہے تا کہ ایک نظر میں معلوم

ہو جائے کہ وہ وطن کے کشتۂ محبت بن کر یہاں کی مختلف چیزوں کو کن نگاہوں سے دیکھتے رہے۔

**امراء اور شہزادوں کے دربار میں رسائی:** خسرو کی عمر بیس سال کی ہوئی تو ان کے نانا عماد الملک کا انتقال ہو گیا لیکن ان کی شہرت پھیل چکی تھی، اس لیے شہزادوں اور امراء کی نظریں ان کی طرف اٹھی ہوئی تھیں، ایک دلآویز شخصیت کے لیے جتنے اوصاف ضروری ہو سکتے ہیں، وہ خسرو میں موجود تھے، دینداری، سخن آرائی، بذلہ سنجی اور خوش الحانی، ان ہی چیزوں کو شہزادے اور امراء اپنے ندیم خاص کے لیے پسند کرتے تھے، خسرو میں یہ ساری چیزیں موجود تھیں، ان کو کسی شہزادہ یا امیر کے دربار میں رسائی حاصل کرنے میں رکاوٹ نہ تھی، تمام امراء ان کو اپنے دربار کی زینت بنانے کے لیے چشم براہ رہتے تھے، وہ پہلے سلطان بلبن کے بھتیجے اور اس کے دربار کے علاء الدین کشلی خاں کے دامنِ دولت سے وابستہ ہوئے، پھر بلبن کے لڑکے بغرا خاں کے یہاں سامانہ چلے گئے اور ۶۷۸ھ—۱۲۸۰ء میں بغرا خاں باپ کے ساتھ لکھنوتی گیا تو اس کی معیت میں یہ بھی تھے، لکھنوتی پہنچے تو یہ جگہ ان کو پسند نہ آئی اور دہلی کو یاد کر کے تڑپنے لگے، ان کو اپنے عزیزوں کی جدائی بھی شاق تھی، بغرا خاں کے ساتھ اس زمانہ کے دو مشہور شاعر شمس الدین دبیر اور قاضی اثیر بھی تھے، جن سے خسرو کو بڑی محبت تھی، ان دونوں نے ان کو لکھنوتی میں روکنا چاہا لیکن وہ سلطان بلبن کے ساتھ دہلی واپس ہو گئے اور خود اپنے تیسرے دیوان غرۃ الکمال (نوشتہ ۶۹۳ھ—۱۲۹۳ء) کے دیباچہ میں لکھتے ہیں کہ وہ لکھنوتی سے نکلے تو ان کو معلوم ہوا کہ گویا حضرت یوسف چاہ زنداں سے نکل آئے ہیں، جب وہ دہلی پہنچے تو محسوس کیا کہ حضرت یوسف مصر پہنچ گئے ہیں اور یہیں سے ان کی وطنی محبت بیدار ہوتی ہے جو آگے برابر بڑھتی گئی۔

لکھنوتی سے واپسی کے بعد خسرو، بلبن کے بڑے لڑکے شہزادہ محمد سلطان کے ندیم خاص ہو کر اس کے ساتھ ملتان چلے گئے، ان کے ساتھ حسن دہلوی بھی تھے، خسرو شہزادہ کے مصحف دار اور حسن دوات دار مقرر ہوئے، پانچ سال تک ان دونوں جلیل القدر شاعروں

نے شہزادہ کی بزم کو اپنی سخن آرائی سے بہت ہی پُر رونق بنائے رکھا، شہزادہ محمد سلطان بھی خسرو کو ہر طرح کی عنایتوں سے نوازتا رہا لیکن خسرو کو دہلی کی یاد برابر ستاتی رہی، وہ ملتان کے مقابلہ میں دہلی کو بہشت زار سمجھتے اور اس کے محلوں، میناروں، مرغزاروں، سبزہ زاروں، خوشبوؤں، گلرخوں، مہوشوں یہاں کے عوداور رباب کے نغموں کو یاد کر کے بے چین ہو جاتے اور خیال کرتے کہ شاید اس بوستاں کے لیے بار ہو گئے تھے، اسی لیے وہ قدرت کی طرف سے ایک خارستان میں بھیج دیے گئے ہیں، وہ ملتان سے دہلی سال میں ایک بار آتے اور جب یہاں سے رخصت ہوتے تو ان کو انتہائی شاق ہوتا لیکن خسرو کو شہزادہ محمد سلطان کی سرپرستی سے جلد ہی محروم ہونا پڑا، ۶۸۳ھ-۱۲۸۴ء میں چنگیز خانیوں نے ہندوستان پر یورش کی تو شہزادہ محمد سلطان نے ملتان سے نکل کر لاہور کے پاس ان کو روکا لیکن ان سے لڑتا ہوا شہید ہوا، خسرو اس کے ساتھ تھے، شہزادہ کی شہادت کے بعد چنگیز خانیوں کے ہاتھوں گرفتار ہو گئے، اس گرفتاری کا حال انہوں نے اپنے قصیدہ حکم الحکم میں بہت پُر درد طریقہ پر لکھا ہے۔

اسیری سے رہا ہوئے تو خوش نہ تھے، مقتول اور بچھڑے ہوئے دوستوں کی یاد میں بے چین رہے، رہائی کے بعد دہلی آئے، ماں کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے، ماں بھی بیٹے کے فراق میں نیم جان ہو رہی تھیں، اس لیے ان کی مسرتوں کی بھی کوئی انتہا نہ تھی، خسرو دہلی کو قبۃ الاسلام سمجھتے تھے اور ماں کے قدم کے نیچے بہشت دیکھی، اس لیے شہزادوں اور امراء کے درباروں سے الگ رہ کر قبۃ الاسلام کی بہشت میں کچھ دنوں رہنا پسند کیا، پھر دہلی سے مومن پور یعنی پٹیالی آ گئے، جہاں گنگا کے کنارے مقیم رہے۔

**ترتیب دیوان وسط الحیٰوۃ:** اسی زمانہ میں انہوں نے اپنا دوسرا دیوان وسط الحیٰوۃ مرتب کیا، اس میں حمد ونعت اور منقبت کے علاوہ سلاطین اور امرا کی شان میں قصائد ہیں اور چنگیز خانیوں کے حملوں کی مذمت ہے اور سلطان غیاث الدین بلبن کے شہزادے محمد سلطان کی شہادت پر مراثی ہیں، ان کو دہلی کے تخت وتاج سے بھی بڑی محبت رہی، اسی لیے جو بھی سلطان ہوتا،

چاہے وہ اپنے افعال و کردار اور عادات و اطوار میں کیسا ہی ہوتا، اس سے بڑی محبت کرتے اور دل کھول کر اس کی مدح لکھتے، اسی طرح جو امرا تخت و تاج کے لیے سینہ سپر رہے، ان کی تعریف و توصیف دل کھول کر کرتے اور تخت و تاج کا جو بھی مخالف ہوتا اس کی ہجو کرنے میں ان کا قلم بہت ہی بیباک ہو جاتا، مثلاً غیاث الدین بلبن کے زمانے میں طغرل لکھنوتی کا حاکم تھا لیکن اس نے بغاوت کی، بلبن کے فوجی سردار اس کی بغاوت فرو نہ کر سکے تو وہ خود اس کی سرکوبی کے لیے روانہ ہوا، امیر خسرو بھی اپنے آقا بغرا خاں کی معیت میں اس مہم میں ساتھ تھے، بلبن کی لشکرکشی کا ذکر خسرو نے اپنی ایک مثنوی میں بڑی شان سے کیا ہے اور طغرل کی شکست اور پسپائی پر بیحد خوش ہوئے ہیں اور اس کے لیے بوم، شوم، سودائی، بے دولت اور نا مبارک جیسے ناخوشگوار الفاظ لکھے ہیں:

بوم خالی کرد ازاں دیدار شوم　　شد رواں سوے خرابی ہمچو بوم

دور کرد از ہم گناں سودائے جنگ　　والہ چو سودائیاں در راہ بنگ

طغرل بے دولت از اقبالِ شاہ　　تافت روے نا مبارک زاں سپاہ

اسی طرح چنگیز خانیوں نے دہلی کے تخت و تاج کو برباد کرنا چاہا تو امیر خسرو نے ان کی بڑی ہجو لکھی، ان کو جا بجا مردم خوار، گربہ چشم، بے وفا، بے شرم، بدشکل، بوزنہ حرکت اور سگ صفت وغیرہ لکھا ہے، ان کی مذمت میں ان کا قلم بڑا طرب انگیز ہو کر رقص کرنے لگتا ہے، لکھتے ہیں کہ ان کا چہرہ چوڑا چکلا ڈھال ہوتا، ان کی بدزیب آنکھیں، ان کے ماتھے میں گھسی ہوتیں ان کی ناکیں چپٹی ہوتیں اور ان سے ریزش برابر جاری رہتی، قبر کی طرح گندی اور جٹی کی طرح پانی سے بھری ہوتیں، وہ اچھے خاصے مینڈک معلوم ہوتے، ان کی داڑھی کچی ہوتی، ٹھڈی پر دو چار بال ہوتے، وغیرہ وغیرہ۔

اسی طرح ہندوستان کے اندر جو راجا دہلی کے تخت و تاج کے مخالف ہوتے، ان کے لیے سخت سے سخت الفاظ استعمال کرتے ہیں، اسی لیے جب جھائیں، گجرات، سمانہ اور ورنگل

کے راجاؤں سے سلاطین دہلی کی جنگ ہوئی تو ان کے لیے وہ ایسے ایسے ناخوشگوار الفاظ استعمال کرتے رہے، جن کو پڑھنے کے بعد گرانی ہوتی ہے لیکن جب وہ تخت و تاج کے وفادار ہو جاتے تو پھر ان کی اور ان کے ہم مذہبوں کی مدح میں ان کا قلم حسب معمول طرب انگیز ہو جاتا ہے۔

تخت و تاج کے وفادار امرا کی مدح سرائی بھی اسی جذبۂ محبت میں کرتے رہے اور جب چنگیز خانیوں کے ہاتھ سے سلطان غیاث الدین بلبن کا وارث شہزادہ محمد سلطان شہید ہوا تو دہلی کی حکومت کے اس باکمال علم دوست اور علم نواز شہزادہ کی شہادت پر ایسے دردانگیز اور غمناک مرثیے لکھے جو ہندوستان کے فارسی ادب میں منظوم سحر حلال کی حیثیت رکھتے ہیں۔

**اودھ میں قیام:** شہزادہ محمد سلطان کی شہادت کے بعد کچھ دنوں پٹیالی میں رہ کر بلبنی دربار کے ایک ممتاز امیر حاتم خان جہاں کی ملازمت میں آ گئے، جس نے ان کو لطف و کرم اور مال و دولت سے ہر طرح سے نوازا، وہ شاہی لشکر کے ساتھ اودھ جانے لگا تو خسرو کو بھی ساتھ لیتا گیا لیکن دہلی چھوڑتے وقت بہت روئے اور راستہ بھر روتے رہے، کہتے ہیں:

بر عزمِ سفر عناں کشادم — خوننابہ ز دیدگاں کشادم
با لشکر شاہ کوچ بر کوچ — در گریہ ہمی شدم بہر کوچ
تا بعد دو ماہ از رہِ در — آمد باودھ سپاہِ منصور

امیر خسرو اودھ (مراد اجودھیا) میں دو سال رہے لیکن دہلی کی یاد برابر ستاتی رہی، یہاں کی سرزمین ان کو پسند ضرور آئی کیوں کہ یہاں گل و مل دونوں ان کو نظر آئے، یہاں سبزہ زار بھی تھا اور مرغزار بھی، پھلوں میں انگور، انار، سنترے، کیلے اور آم تھے، پھولوں میں مولسری، چمپا، جوہی اور کیوڑا ان کو پسند آئے، خوشبوئیات میں صندل، عود، عنبر، مشک اور کافور کی بھی فراوانی دیکھی، کپڑوں میں جیز تلی اور بہاری پسند آئے، جو ان کی نظروں میں بدن پر اس طرح موزوں ہو جاتے تھے، جیسے لالہ پر چاندنی یا گلاب پر شبنم، یہاں کے لوگ بھی ان

کو با اخلاق، خوش مزاج، خوش اطوار، خوش کردار، فیاض، ہنر منداور قانع نظر آئے لیکن ان کا دل دہلی کے لیے تڑپتا رہا، ماں کے علاوہ اعزا، اقربا اور احباب کی یاد ستاتی رہی، جب سلطان کیقباد اپنے باپ سے اودھ میں ملا ہے، تو اس وقت خسرو بھی حاتم خاں کے ساتھ وہاں موجود تھے، سلطان کیقباد کے دہلی واپس جانے کے چھ مہینے کے بعد خسرو کو دہلی اور ماں کی یاد نے بہت ستایا، اسی لیے حاتم خاں کی اجازت لے کر دہلی روانہ ہو گئے، وہ خود لکھتے ہیں کہ تیر کی طرح اودھ سے اڑے، راستے میں ٹھہرے ہوئے بغیر دہلی کے افق پر ہلال عید کی طرح نمودار ہوئے، اپنے دوستوں اور عزیزوں کو دیکھ کر گلاب کی طرح کھل پڑے، ان کو ایسا معلوم ہوا کہ ایک پرندہ خزاں کی صعوبتیں برداشت کر کے پھر ایک ایسے باغ میں پہنچ گیا ہے جو پر از بہار ہے، یا ایک پیاسا چشمہ حیوان کے پاس کھڑا ہو گیا، ماں نے ان کو سینہ سے لگایا، خوشی کے آنسو بہائے اور ان پر صدقات نچھاور کیے۔

**قران السعدین کی تدوین:** ان کا دہلی پہنچنا تھا کہ دو روز کے بعد کیقباد نے ان کو اپنے حاجب کے ذریعہ دربار میں طلب کر کے خواہش ظاہر کی کہ اودھ میں اس کے باپ سے جو ملاقات ہوئی تھی وہ اس کو اپنی سحر بیانی سے اس طرح قلم بند کر دیں کہ اس کو پڑھ کر اس کے باپ کی جدائی کا غم غلط ہو، خسرو اس کی تعمیل کے لیے راضی ہو گئے، ان کی عمر اس وقت ۳۶ رسال کی تھی، تحفۃ الصغر اور وسط الحیٰوۃ میں اساتذہ کے رنگ میں قصیدے اور غزلیں کہہ کر اپنا کمال دکھا چکے تھے، چھوٹی چھوٹی مثنویاں بھی کہی تھیں لیکن اب تک کوئی طویل مثنوی لکھ کر اپنی جودت طبع کا اظہار نہیں کیا تھا، نظامی گنجوی (پیدائش ۵۳۵ھ-۱۱۴۱ء) کی مثنویوں کو بہت پسند کرتے تھے لیکن ان کے طرز کی تقلید کرنا بہت ہی مشکل سمجھتے تھے، پھر بھی سلطان کیقباد کی فرمائش پر اپنی جدت پسند طبیعت پر بھروسہ کرتے ہوئے اس فن میں بھی طبع آزمائی کی اور چھ مہینے خون جگر پی پی کر تین ہزار نو سو چوالیس اشعار کی ایک مثنوی لکھی اور قران السعدین نام رکھ کر سلطان کیقباد کی خدمت میں ۶۸۸ھ-۱۲۸۹ء میں پیش کی، اس عشرت کے رنگ میں

ڈوبی ہوئی مثنوی میں دہلی اور شاہی دربار سے متعلق بہت سی اثری، تمدنی اور معاشرتی باتیں معلوم ہوتی ہیں، جن سے یہ مثنوی ایک اہم تاریخی لٹریچر بھی بن گئی ہے۔

**دہلی:** اس میں دہلی کی عام تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ دہلی کے دین اور انصاف کی شہرت ہر طرف پھیلی ہے، یہ عدن کی جنت ہے، یہ اپنی صفات اور خصوصیات کی بنا پر باغِ ارم کی طرح ہے، اس بوستان کا قصہ سن کر مکہ بھی ہندوستان کا طواف کرنے لگے، مکہ اس کی شہرت سن کر بہرہ ہو جائے، یہ اپنی خصوصیات کی وجہ سے قبۃ الاسلام بن گیا ہے، یہ پہاڑی پر آباد ہے، اس کے گرد دو میل تک باغات ہیں اور دریائے جمنا آبیاری کرتا ہے، اس شہر کے تین حصار تھے، دو پرانے اور ایک نیا، دو پرانے حصار سے مراد قدیم دہلی کی شہر پناہ اور شاہی قلعہ کا حصار تھا، نئے حصار سے مراد کیلوکھری کا شہر نو تھا، شاہی قلعہ کے برجوں اور کنگروں کی بھی تعریف کی ہے۔ (دیکھو اقتباس ص ۴۱، دہلی قلعہ و حصار دہلی از قران السعدین)

**مردم دہلی:** پھر دہلی کے لوگوں کی تعریف کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس کا گھر اپنی زینت اور آرائش کے لحاظ سے گوشۂ بہشت کا نمونہ ہے جس کی صنعت کاریوں میں بکثرت روپے لگائے گئے ہیں۔ (دیکھو اقتباس ص ۴۲ مردم شہر دہلی از قران السعدین)

**جامع مسجد:** اس سے مراد پرانی دہلی کی جامع مسجد ہے جو قطب مینار کے پاس تھی، خسرو کے بیان کے مطابق اس میں ۹ گنبد تھے، اس کے سامنے دروں کا سلسلہ مسقف نہ تھا، خسرو یہ بھی کہتے ہیں کہ یہاں کے لوگ اسی کو اپنا کعبہ سمجھتے ہیں۔ (دیکھو اقتباس ص ۴۲ جامع مسجد)

**منارہ:** خسرو کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ قطب مینار کے اوپر کے ایک قبہ کا بالائی حصہ سونے کا تھا، خسرو اس پر فخر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس کو ساتوں آسمان تک پہنچانے والی سیڑھی اور آسمان کو سنبھالنے والا ستون بھی کہتے ہیں۔ (دیکھو اقتباس ص ۴۳ منارہ)

**حوض شمسی:** اس حوض کو سلطان شمس الدین ایلتتمش نے ۶۲۷ھ-۱۲۲۹ء میں بنوایا، اس کا ذکر کرتے ہوئے امیر خسرو لکھتے ہیں کہ یہ دو پہاڑیوں کے درمیان واقع تھا، اس کا پانی ایسا

صاف اور شفاف تھا کہ رات کے وقت بھی اس کی تہ کی ریگ دکھائی دیتی تھی، پہاڑی زمین ہونے کے باعث اس کا پانی اندر جذب نہیں ہوتا تھا، اس کی موجیں دامن کوہ سے ٹکراتی تھیں، شہر کے تمام لوگ اسی کا پانی پیتے تھے، دریائے جمنا سے اس حوض تک بہت سی نہریں نکالی گئی تھیں، اس کے بیچ میں ایک چبوترہ بنا ہوا تھا، جس پر ایک عمارت تھی، حوض کے مرغ و ماہی کی وجہ سے بڑا دلکش منظر رہتا تھا، اسی لیے یہاں شہر کے لوگ تفریح کے لیے آتے اور دامن کوہ میں خیمہ زن ہوتے تھے۔ (دیکھو اقتباس ص ۴۴ حوض شمسی)

**آب و ہوا:** خسرو کو دہلی کی آب و ہوا بہت پسند تھی، اسی لیے کہتے ہیں کہ اس ملک کا پانی اگر کوئی پی لے تو پھر خراسان کا پانی پینا نہ چاہے، پھر کہتے ہیں کہ یہاں کی ہوا گرم ضرور ہے لیکن غایت محبت میں اس کی تاویل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آفتاب کو یہاں سے عشق ہے، اسی لیے عشق کی گرمی کی وجہ سے یہاں کی ہوا گرم ہوگئی ہے اور پھر یہیں سے ساری دنیا کی آب و ہوا گرم ہوگئی۔

**پھولوں کی بہار:** پھولوں کی تعریف میں رقم طراز ہیں کہ یہاں پھولوں کی بہار پورے سال رہتی ہے، بہشت کی طرح یہاں سبزہ زار ہے۔

**میوے:** پھر میوؤں کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ یہاں ہندوستان اور خراسان کے میوے برابر ملتے ہیں، بعض میوے ایسے ہیں جو خراسان میں کسی نے نہ کھایا ہوگا۔

**باشندگانِ دہلی:** دہلی کے لوگوں کی تعریف میں بار بار ان کا قلم نشاط انگیز ہو جاتا ہے، کہتے ہیں کہ اس کے باشندے فرشتہ سیرت اور جنت والوں کی طرح خوش دل اور خوش خو ہوتے ہیں، صنعت، علم و ادب، آہنگ و ساز، نیزہ و پیکاں اور تیر کے ہنر میں وہ بے نظیر ہیں، پھر دہلی کے سادہ لوح پگڑی باندھنے والے اور چیرہ لگانے والے محبوبوں کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ وہ اپنے ناز و ادا کی وجہ سے کسی کے حکم کی تعمیل نہیں کرتے، شوخ اور سادہ حسین ہندو محبوبوں کی وجہ سے مسلمان بھی سورج کے پجاری ہو گئے ہیں، یہاں کے مغ بچوں

کو دیکھ کر خسرو کہتے ہیں کہ وہ خود خراب اور سرمست ہو گئے ہیں۔ (دیکھو اقتباس ص ۴۶ و ۴۷) آب و ہوا گلہائے ومیوہ ہائے ہندو دہلی، وبتان سادہ، دہلی)

**کیلوکھری کا قصر نو:** کیلوکھری کا قصر نو پرانی دلی سے تین میل کے فاصلہ پر اتر پورب کی طرف جمنا کے پچھمی ساحل پر تھا، جس کو کیقباد نے خود تعمیر کرایا تھا، اس کی تعریف کرتے ہوئے خسرو رقمطراز ہیں کہ یہ محل ایک بہشت ہے جس کے دروازے پر طوبیٰ کی شاخ چھائی ہوئی ہے، یہ اتنا بلند ہے کہ اس کی بلندی آفتاب کے لیے ابر بن گئی ہے، اس کا عکس دریا میں پڑتا تھا، نیچے کا حصہ اینٹوں سے بنا ہوا تھا، جس پر آئینہ کی طرح صاف وشفاف چونے کا گچ تھا، اوپر کے حصہ میں سنگ سفید لگا ہوا تھا، اس کے ایک طرف دریا تھا، جس کا بہتا پانی محل جیسے عروس کے لیے آئینہ کا کام دیتا تھا، دوسری طرف باغ تھا جس کے درختوں کی شاخیں محل کے اندر آ کر لٹکتی تھیں۔ (دیکھو اقتباس ص ۴۸ کیلوکھری وقصر نو)

خسرو کو دہلی کی ہر چیز پیاری تھی، اس لیے دہلی کے دربار اور اس کی ہر چیز کی مصوری کرنے میں ان کے محبت کیش جذبات غیر معمولی طور سے بیدار ہو جاتے ہیں۔

**شاہی دربار کا جشن نوروز:** سلطان کیقباد نے کیلوکھری کے محل میں جس طرح نوروز کا جشن منایا اس کی تصویر کھینچنے میں خسرو نے اپنا شاعرانہ کمال اور آرٹ دکھایا ہے، وہ لکھتے ہیں کہ اس موقع پر محل میں ہر قسم کی زینت وآرائش کی گئی، اس کے کنگرے سجائے گئے، محل کی نو محرابوں میں زربفت کے پردے آویزاں کیے گئے جشن گاہ کو پانچ چتروں سے آراستہ کیا گیا، ایک سیاہ، دوسرا سفید، تیسرا سرخ، چوتھا سبز اور پانچواں پھولوں کا تھا، سیاہ چتر پر غیر معمولی نقش ونگار بنے ہوئے تھے، اس میں جا بجا موتی اس طرح لٹکے ہوئے نظر آتے تھے، جیسے سیاہ ابر میں بوندیں پڑ رہی ہوں، سفید چتر مدور تھا، اس کی چھت، دروازے اور ستون سنہرے تھے اور یہ بھی موتیوں سے جگمگا رہا تھا، سرخ چتر میں موتیوں کے علاوہ یاقوت بھی تھے، سبز چتر میں سبز اطلس لگائی گئی تھی، اس پر موتیوں سے ایک سبز سایہ دار اور بار آور درخت

بنایا گیا تھا جو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ زمین کے سبزے کو زمردیں بنا رہا ہے، پھولوں کا چتر چمن کی طرح کھلا ہوا تھا، دریا کے دائیں بائیں سیاہ اور سرخ شاہی پرچم لہرائے گئے تھے، دونوں طرف ہزار گھوڑوں کی صفیں کھڑی کی گئی تھیں، گھوڑے جڑاؤ زیور پہنے تھے، دائیں طرف گھوڑوں پر سیاہ جھولیں پڑی تھیں، بائیں طرف کے گھوڑوں کی جھولیں سرخ تھیں، ان کے پیچھے ہاتھیوں کی صف تھی، ہاتھی اس طرح کھڑے تھے کہ گویا لوہے کے قلعہ پر پاکھر پڑی ہے، پھر دریا کے بیچ میں زر و جواہر سے ایک مصنوعی چمن بنایا گیا تھا، مصنوعی درختوں کی شاخ میں پھل اس طرح لٹک رہے تھے جیسے وہ ابھی ٹپک پڑیں گے، ان میں چڑیاں ایسی دکھائی دیتی تھیں کہ گویا ابھی ابھی اڑنا چاہتی ہیں، بہت سے درخت موم کے بھی بنائے گئے تھے، پھر ایسے دلفریب گلدستے بھی تیار کیے گئے تھے کہ سبزہ، لالہ، ریحان اور بید کا ایک چمن نظر آتا تھا، اس کے علاوہ زری کے کام سے دربار کو آراستہ کیا گیا تھا، اطلس زربفت اور یاقوت کے پردے دیواروں پر لٹکے تھے، اس طرح کہ دیوار کے پتھر بھی یاقوتی رنگ کے معلوم ہو رہے تھے، فرش میں بھی موتی اور سونے کا کام تھا، دربار میں سلطان سونے کے تخت پر آکر بیٹھا تو اس کا تاج جگمگانے لگا، اس کی قبا میں سونے کی بہت سی صنعتیں دکھائی گئی تھیں، اس کے تاج، قبا اور پٹکے میں موتی اس طرح لٹکے ہوئے تھے کہ پٹکے کی چمک کمر، قبا کی گلے اور تاج کی سر تک تھی، اس کی آمد پر سہم الحشم یعنی بادشاہ کے محافظ دستے ادھر اُدھر جنبش کرنے لگے، شحنۂ بارگاہ نے صفیں سیدھی کیں، کچھ دستے تلوار لیے دائیں بائیں متعین ہو گئے، دربار کی زمین اور فضا نافہ چینی سے معطر کر دی گئی۔ (دیکھو اقتباس ص ۵۰، جشن نوروز ہند)

**خربزہ کی تعریف:** اس زمانہ میں دہلی میں جو خربزے ملتے تھے، اس کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ بہشت کے تمام پھلوں سے بازی لے گیا ہے، اس میں قند کی ایسی مٹھاس ہے۔ (دیکھو عنوان خربزہ ہند ص ۵۷)

**ہندوستان کے کپڑے کی تعریف:** بغرا خاں لکھنوتی سے آکر اپنے بیٹے کیقباد سے

اودھ میں ملا تو اس موقع پر تحفے وہدایا کا جو تبادلہ ہوا، ان میں عود، قرنفل، مشک، عنبر، کافور، صندل، زرو جواہرات، موتی، یاقوت، گھوڑے، اونٹ، تیغ، شمشیر، تبر، کمان، تاتاری و خطائی غلام، حریر، پرنیاں اور زربفت کے لباس تھے، ان میں بعض ہندوستانی کپڑے بھی تھے جن کی تعریف کرتے ہوئے خسرو لکھتے ہیں کہ اتنے باریک تھے کہ پہننے پر جسم نظر آتا تھا اور بعض کپڑے ایسے بھی تھے جن کو لپیٹو تو انگلیوں کے ناخن میں آجائیں اور کھولو تو بہت بڑا تھان ہو جائے۔ (دیکھو اقتباس ص ۵۷، جامۂ ہندی)

**شاہی دعوت:** سلطان کیقباد نے باپ کی ملاقات کے موقع پر اودھ میں ایک بڑی شان دار دعوت دی، جس کو خسرو نے بہت لطف و لذت کے ساتھ بیان کیا ہے، اس سے اس زمانہ کے شاہی دستر خوان کے کھانوں کی تفصیل معلوم ہوتی ہے، خسرو رقم طراز ہیں کہ دستر خوان پر ایک ہزار سے زیادہ قسموں کی نعمتیں تھیں، شربت قند کے سینکڑوں پیالے رکھے گئے تھے، منہ کا مزہ بدلنے کے لیے شربت گلاب بھی تھا، انواع واقسام کے حلوے بھی تھے، نان تنک، نان تنوری اور کاک کے علاوہ سنبوسے بھی تھے، پلاؤ کی بھی کئی قسمیں تھیں، جن میں سے ایک میں خرمے اور انگور پڑے تھے، بکرے، دنبے اور ہرن کے بھنے ہوئے گوشت کی مختلف شکلیں تھیں، پرندوں میں بٹیر، تیتر، تیہو اور چرز وغیرہ کے گوشت تھے، آخر میں پان تقسیم کیے گئے جس کی تعریف کرتے ہوئے خسرو لکھتے ہیں کہ یہ ہندوستان کی بہترین نعمت ہے، پان ایک گھاس ہے لیکن اس سے خون پیدا ہوتا ہے، منہ کی بدبو کو دور کرتا ہے، کمزور دانتوں کو مضبوط بناتا ہے، سیر ہو کر کھانے والوں کی بھوک بڑھاتا ہے اور بھوکوں کی بھوک میں کمی پیدا کرتا ہے۔

(دیکھو اقتباس ص ۵۸، الوان نعم بر مائدۂ سلطان ہند)

اس مثنوی میں امیر خسرو نے دہلی کی محبت میں اس کی مختلف چیزوں کی اتنی تعریف کی ہے کہ انہوں نے اس کا نام "مثنوی در صفت دہلی" بھی رکھا تھا لیکن یہ عام طور سے قران السعدین کے نام سے مشہور ہوئی، دہلی کی غایت محبت میں وہ حضرت دہلی بھی لکھا کرتے تھے۔

**غرۃ الکمال کی تدوین:** سلطان کیقباد کے بعد جلال الدین خلجی ۶۸۹ھ-۱۲۹۰ء میں تخت پر بیٹھا تو خسرو اس کے دربار کے ساتھ وابستہ ہو گئے، وہ خوش شاعر تھا، اس لیے خسرو کا بڑا قدردان رہا، اس نے ان کو اپنا مصحف دار بنایا اور سپید کمر بند باندھنے کی اجازت دی جو مخصوص امراہی استعمال کیا کرتے تھے اور خلعتِ خاص کے ساتھ بارہ ہزار تنکے سالانہ تنخواہ مقرر کی، اسی کے بعد وہ خسرو کے بجائے امیر خسرو کہلانے لگے، اسی کی حکومت کے زمانہ میں انہوں نے اپنا تیسرا دیوان غرۃ الکمال ۶۹۳ھ-۱۲۹۳ء میں مرتب کیا، اس کا طویل دیباچہ خود ہی لکھا، جس سے مختلف قسم کے معلومات حاصل ہوتے ہیں، اپنی زندگی کے بہت سے واقعات کا ذکر کرتے ہوئے ہندوستان کی محبت میں آکر بہت پرجوش طریقے پر لکھتے ہیں کہ ہندوستان اور خصوصاً دہلی کے اہل علم دنیا کے تمام اہل علم سے بہتر ہیں، عرب، خراسان اور ترکی کے باشندے یہاں آتے ہیں تو اپنی زبان بولتے ہیں اور اپنی زبان ہی میں شعر کہہ سکتے ہیں لیکن ہندوستان خصوصاً دہلی کے رہنے والے اگر دوسرے ملک جاتے ہیں تو وہاں کی زبان میں اشعار کہہ سکتے ہیں، یہاں کے لوگ عرب نہیں گئے ہیں لیکن وہ عربی میں اشعار اس طرح کہتے ہیں کہ ان کی جیسی فصاحت عربوں میں بھی نہیں پائی جاتی، ہندوستان کے بہت سے تازیک اور ترک ایسے ہیں جنہوں نے ہندوستان ہی میں تعلیم پائی لیکن وہ ایسی زبان بولتے ہیں کہ خراسان کے فصحا ان کو سن کر دنگ رہتے ہیں، اسی طرح فارسی بولنے کے متعلق کہتے ہیں کہ ایران فارسی کا گھر ضرور ہے لیکن ماوراء النہر میں تو اس کی فصاحت باقی ہے، مگر خود ایران میں اس کی وہی حیثیت ہے جو ہندوستان میں ہے، خراسانی تو فارسی الفاظ کا صحیح تلفظ بھی نہیں کر سکتے، وہ چہ کو چی، کجا کو کجو بولتے ہیں، ہندوستان میں فارسی سندھ سے جنوب کے سمندری ساحل تک ایک طرح سے بولی جاتی ہے، اسی لیے ہماری یعنی ہندوستان کے رہنے والوں کی شاعری دراز اور فراخ ہے، یہاں فارسی دری یعنی اصلی فارسی ہے، ہندی تو یہاں ہر فرسنگ پر مختلف ہو جاتی ہے لیکن یہاں فارسی ایک طرح بولی جاتی ہے

اور جس طرح بولی جاتی ہے، اسی طرح لکھی بھی جاتی ہے، آذر بیجان کے لوگ کردہ کو کردہ کن کہتے ہیں، اسی طرح سیستان میں سین خواہ مخواہ لگادیتے ہیں، کردہ اور گفتہ بولتے وقت کردہ سین اور گفتہ سین بولیں گے اور جب باہر کے علماء اور فصحا یہاں آتے ہیں تو دہلی کے لوگ ان ہی کی طرح بول کر ان پر ہنستے ہیں اور پھر فارسی ایسی تحریر کرتے ہیں کہ یہ لوگ اس پر کوئی اعتراض نہیں کر سکتے۔

غرۃ الکمال میں تقریباً نوے قصائد اور ترجیعات ہیں، نو مثنویاں ہیں اور بہت سی رباعیات ہیں، ان میں سے بعض قصائد میں تو خسرو کا اعلیٰ کمال نظر آتا ہے، کچھ تو انوری (م۵۸۲ھ-۱۱۸۶ء) خاقانی (م ۵۹۵ھ-۱۱۹۸ء) ظہیر فاریابی (م ۵۹۸ھ-۱۲۰۱ء) اور کمال اصفہانی (م ۶۲۶ھ-۱۲۲۸ء) کے رنگوں میں ہم رنگ ہیں لیکن اکثر قصائد میں ان کی اپنی ترنگ بھی ہے، مثنویوں میں دو یہاں پر خاص طور سے قابل ذکر ہیں، ایک تو وہ جس میں جلال الدین خلجی (م ۶۸۹ھ-۱۲۹۰ء، ۶۹۵ھ-۱۲۹۶ء) کی ان معرکہ آرائیوں کا ذکر ہے جو اس کو کڑہ میں ملک چھجو علاء الدین کشلی خان کے خلاف اور پھر قلعہ جھائیں (نزد رنتھمبور) کی تسخیر کے سلسلہ میں کرنی پڑیں، یہ مثنوی مفتاح الفتوح کے نام سے مشہور ہوئی، دوسری مثنوی اودھ کی تعریف میں ہے، مفتاح الفتوح میں رزمیہ شان ہے جس میں دہلی کے تخت و تاج کے مخالفوں اور دشمنوں کے لیے سخت سے سخت الفاظ استعمال کیے گئے ہیں، جنگ کے سلسلہ میں جو غارت گری، خونریزی اور ہولناکی ہوئی، ان کا ذکر بھی رزمیہ انداز میں ہے لیکن جھائیں کے قلعہ کو دیکھ کر امیر خسرو متاثر ہوئے تھے، اس لیے کہتے ہیں کہ یہ آسمان کی طرح بلند تھا، سنگ خارا سے منقش تھا، ہندوؤں کی بہشت معلوم ہوتا تھا، اس کے نقش و نگار بہت ہی دلفریب تھے، مانی کی تصویریں بھی اس کے سامنے مات تھیں، پتھر کی ایسی سیکڑوں مورتیاں دیکھنے میں آئیں جو موم سے بھی نہیں بنائی جا سکتی تھیں، دیوار کی گچ آئینہ کی طرح صاف و شفاف تھی، اگر اس محل کا خیال فرہاد کے دل میں آجاتا تو اس کے لیے قصر

شیریں کی یاد تلخ ہو جاتی، اس کی کہگل گھسے ہوئے صندل سے کی گئی تھی، اس کی لکڑیاں عود خالص کی تھیں، اس کے باغ میں بہت سے بت خانے تھے، جن پر سونے چاندی کی نقش آرائی تھی۔ (دیکھو اقتباس ص ۶۲ قلعۂ جھائیں)

اودھ کی تعریف میں جو کچھ لکھا ہے اس کا ذکر پہلے آچکا ہے۔

**خمسۂ خسرو کی تدوین:** علاء الدین خلجی ۶۹۵ھ-۱۲۹۶ء میں تخت پر بیٹھا تو امیر خسرو اس کے دربار سے وابستہ ہوئے، اس وقت ان کی عمر ۴۴ برس کی تھی اور اس کے پورے دور حکومت ۶۹۵ھ-۱۲۹۶، ۷۱۶ھ-۱۳۱۶ء) میں اپنا خمسہ لکھتے رہے، جن میں حسب ذیل مثنویاں ہیں: (۱) مطلع الانوار (نوشتہ ۶۹۸ھ-۱۲۹۸ء) (۲) شیریں خسرو (نوشتہ ۶۹۸ھ -۱۲۹۸ء) (۳) مجنوں لیلیٰ (نوشتہ ۶۹۸ھ-۱۲۹۸ء) (۴) آئینۂ سکندری (نوشتہ ۶۹۹ھ- ۱۲۹۹ء) (۵) ہشت بہشت (نوشتہ ۷۰۱ھ-۱۳۰۱ء)

مطلع الانوار دو ہفتے میں لکھی گئی، پورے خمسہ میں سترہ ہزار نو سو دس اشعار ہیں، تین سال کے اندر لکھا گیا، نظامی گنجوی (پیدائش ۵۳۵ھ-۱۱۴۱ء) کا خمسہ بہت مشہور ہے، امیر خسرو نے ان ہی کے طرز پر اپنا خمسہ لکھ کر اپنے کمال فن کا اظہار کیا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ نظامی کے طرز پر بہت سے خمسے لکھے گئے لیکن خسرو ہی کا خمسہ نظامی کے بعد سب سے اچھا سمجھا جاتا ہے۔

**مطلع الانوار:** یہ نظامی گنجوی کی مثنوی مخزن الاسرار کی تقلید میں لکھی گئی، اس میں زیادہ تر مذہبی، اخلاقی اور عارفانہ باتیں ہیں، البتہ اس میں انہوں نے اپنی لڑکی کو جو نصیحتیں کی ہیں، ان کو بھی اس میں شامل کر دیا ہے، ان سے پتہ چلتا ہے کہ اس وقت تک ایک مسلمان اور ہندوستانی عورت کی عصمت، عفت، حیا اور شوہر سے محبت کا کیا معیار اور تخیل تھا، اس کا تفصیلی ذکر مثنوی ہشت بہشت کے سلسلہ میں آئے گا۔

**شیریں خسرو:** یہ عشقیہ مثنوی نظامی کی مثنوی خسرو شیریں کے طرز پر لکھی گئی ہے، جس میں امیر خسرو نے رومانی جذبات کی شدت اور گہرائی کو شروع سے آخر تک قائم رکھا ہے۔

**اچھے ہندوستانی نوجوان:** اس میں انہوں نے اپنے فرزند کو جو نصیحت کی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس وقت ایک اچھے ہندوستانی نوجوان کو کیا ہونا چاہیے تھا، یہ نصیحتیں اب بھی قابل غور ہیں، وہ کہتے ہیں، وہ خدا کا اطاعت گذار بن کر نیکوں کی صحبت اختیار کرے، بروں سے دور رہے، جوانی میں اپنے دل کو قابو میں رکھے، کتوں اور سوروں کا وطیرہ نہ اختیار کریں، روشن ضمیر بنے، کوئی کام ایسا نہ کرے جو بوڑھے لوگ ناپسند کریں، نیکوں کی طرح ہمیشہ سچ بولے، سچ بولنے میں اگر کوئی اس پر تہمت رکھے تو اس کی پرواہ نہ کرے، جھوٹ بولنے والا سیہ رو ہوتا ہے، اگر مال کی ہوس پیدا ہو جائے گی تو پھر سچائی پر قائم رہنا محال ہے، جو کی روٹی اگر گھر بیٹھے ملتی ہو تو اس گیہوں کی روٹی سے بہتر ہے جو بے جا دوا دوش کے بعد حاصل ہوتی ہے، ایک روٹی پر صبر کر لینے ہی میں دراصل بادشاہی ہے، خزانے کے پیچھے دوڑنے میں گداگری ہے، عقل مندوں کے دل میں خواہ مخواہ کی آرزوئیں پیدا نہیں ہوتیں، خوشی سے بڑھ کر کوئی تاج و تخت نہیں، لالچی ہمیشہ زرد رو ہوتے ہیں، حصول علم میں بہت بڑی بادشاہی ہے، محنت کے بغیر کوئی خوان اگر سامنے پیش کیا جائے تو اس لائق ہے کہ اس کو الٹ دیا جائے اور پھر عالی ظرفی کی تعلیم یہ نصیحت کر کے دیتے ہیں کہ جو تمہارے ساتھ مہربانی کے ساتھ پیش آئے اس کے شکر گزار رہو، نمک کا حق ہر حال میں ادا کرو، درویشوں کے لیے اپنا دروازہ کھلا رکھو، مفلسوں اور غریبوں کی پوری طرح خاطر کرو، ہاتھوں کی طرح اپنی پیشانی کو کشادہ رکھو، کسی حال میں ترش رو نہ ہو، اگر تمہارے پاس دولت بھی ہو جائے تو شاخِ گل نار کی طرح جھکے رہو، وغیرہ وغیرہ۔ (دیکھو اقتباس ص ۶۴، اوصاف نوجوانانِ ہند)

**مجنوں لیلیٰ:** یہ نظامی گنجوی کی مثنوی لیلیٰ مجنوں کے طرز پر لکھی گئی ہے، عشق و محبت کے جذبات دکھانے میں بقول مولانا شبلی اس کا ہر شعر گویا ایک پر درد غزل ہے لیکن اس میں ہندوستان سے متعلق کوئی بات نظر نہیں آئی۔

**آئینہ سکندری:** یہ نظامی گنجوی کی سکندر نامہ کے جواب میں ہے جو خسرو نے اس لیے

لکھی کہ ان کے ناظرین کو اندازہ ہو کہ خسرو نظام گنجوی کی طرح رزمیہ شان کی بھی مثنوی لکھ سکتے ہیں، اس میں سکندر اعظم اور خاقانِ چین کی لڑائی کا بیان ہے، اس لیے واقعات میں غیر ملکی رنگ ہے لیکن ایک جگہ وہ اپنے چھوٹے لڑکے کو کچھ نصیحت کرتے ہیں، جو موجودہ دور کے ہندوستانی نوجوانوں کے لیے بھی مشعل ہدایت ہو سکتی ہے، اس میں روزی کمانے، ہنر سیکھنے، مذہب کی پابندی کرنے اور سچ بولنے کی وہی ترغیب ہے جو انہوں نے اپنے بڑے لڑکے کو اپنی مثنوی شیریں خسرو میں دی ہے۔

**ہشت بہشت:** نظامی گنجوی کی مثنوی ہفت پیکر کو سامنے رکھ کر لکھی گئی ہے اور اس میں جیسا کہ مولانا شبلی نے لکھا ہے امیر خسرو کی پختگی اور پرکاری آخری حد تک پہنچ گئی، واقعہ نگاری کے لحاظ سے فارسی زبان کی کوئی مثنوی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی، اس میں ایران کے بہرام گور اور ایک چینی حسینہ دلارام کی فرضی داستان ہے، بیرونی ملک کا قصہ ہے، اس لیے ہندوستان سے متعلق کم باتیں ہیں لیکن اس میں وہ حصہ زیادہ مفید ہے جس میں امیر خسرو نے اپنی لڑکی کو مخاطب کر کے کچھ نصیحتیں کی ہیں۔

**ایک اچھی ہندوستانی لڑکی:** اس وقت کی ایک ہندوستانی لڑکی کو کیا ہونا چاہیے تھا، اس کی تصویر ان نصیحتوں سے سامنے آجاتی ہے، شروع میں امیر خسرو کہتے ہیں کہ عام طور سے ہندوستان میں لڑکی کی ولادت ناگوار سمجھی جاتی ہے لیکن عطائے الٰہی رد نہیں کی جاتی بلکہ قبول کی جاتی ہے، اس لیے خدا کی دی ہوئی چیز میں بندہ جھگڑا کرے تو یہ بڑی غلطی ہے، پھر یہ دلیل بھی پیش کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ باپ کے بغیر پیدا ہوئے اور مولود کہے گئے لیکن آج تک ماں کے بغیر کسی کو مولود نہیں کہا جا سکا، اس طرح عورت کا وجود بنی آدم کی افزائش میں مرد سے زیادہ اہم اور ضروری ہے، پھر یہ بھی کہتے ہیں اگر پانی کو سیپ نہ ملے تو پانی پانی ہے لیکن سیپ اس کی حقیقت بدل کر اس پانی کو اس مرتبۂ کمال تک پہنچا دیتی ہے کہ تاج شاہانہ کی زینت اس سے کی جاتی ہے، یہی حال رحم مادر کا ہے، جس سے تمام کائنات پر

تصرف کرنے والا انسان پیدا ہوتا ہے تو پھر انسان کو جس کی بدولت کرامتِ انسانی حاصل ہوتی ہے، اس کے وجود کو نفرت کی نگاہ سے دیکھنا ہر گز روا نہیں، پھر اپنی بیٹی کو مخاطب کر کے کہتے ہیں، تو میری آنکھوں کا نور، دل کا سرور، باغ دل کا اچھا میوہ ہے، اگر چہ تیرے بھائی بھی نیک اختر ہیں لیکن تجھ سے بہتر نہیں ہیں، دونوں میرے باغ کے سرو وسوسن ہیں، پھر اس کو نصیحت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جب تو عروس بنے تو دعا ہے کہ تو عصمت کی دولت سے مالا مال ہو، خدا پرست ہو، عبادت گزار ہو، پارسا ہو، گھر کے اندر چین کی زندگی نصیب ہو، عورت کا خاص ہنر چرخہ کا تنا اور کپڑا سینا ہے، اگر خدا اس کو اپنے فضل سے مالا مال کر دے تو بھی وہ کسی حال میں ہنر مندی سے بے پرواہ نہ ہو، جو عورت گلی کوچے میں گھومتی رہتی ہے وہ عورت نہیں، شریف عورتوں کے لیے جھولا جھولنا، طبلہ بجانا، سرود ونغمہ سے جی خوش کرنا عیب ہے، شروع میں اس سے تفریح ہوتی ہے لیکن آخر میں اس سے شرافت کی بربادی ہوتی ہے، بناؤ سنگار، زیبائش وآرائش بھی شوہر کی مرضی کی حد تک ہو، عورت کا کمال یہ ہے کہ خانہ داری میں ایسا سلیقہ پیدا کرے کہ ایک روپیہ میں ہزار روپیہ کی عافیت اور فراغت حاصل ہو، شوہر کی مرضی کے خلاف کچھ نہ خرچ کرے۔ (دیکھو اقتباس ص ۱۶۸، اوصاف دختر انِ ہند)

**مثنوی دول رانی خضر خاں:** امیر خسرو نے یہ مثنوی ۷۱۵ھ-۱۳۱۵ء میں لکھی، جس میں علاء الدین خلجی کے شہزادے خضر خاں اور گجرات کے راجہ کرن کی لڑکی دول رانی کے عشق ومحبت کی داستان ہے، قصہ اور ماحول دونوں ہندوستانی ہیں، اس لیے امیر خسرو جا بجا ہندوستان سے متعلق بہت سی چیزوں کا ذکر جس انداز میں کرتے ہیں، اس سے پتہ چلتا ہے کہ عمر کے اس حصہ میں ان کے دل پر ہندوستان کی پوری عظمت چھا گئی تھی۔

**ہندی زبان:** ہندی یعنی سنسکرت زبان کا ذکر آتا ہے تو کہتے ہیں کہ یہ فارسی زبان سے کم نہیں ہے، عربی کے علاوہ جو تمام زبانوں پر فضیلت رکھتی ہے اور تمام زبانوں پر اس کو فوقیت حاصل ہے، فارسی زبان میں عربی الفاظ کی بڑی آمیزش ہے، عربی زبان میں غیر

زبان کے الفاظ نہیں ہیں، اسی طرح ہندی زبان میں کسی اور زبان کی آمیزش نہیں۔ (دیکھو اقتباس ص ۲۷، خوبی زبان ہند)

**ہندی زبان کے صرف ونحو:** ہندی صرف ونحو کے متعلق ان کی رائے تھی کہ اس کے اصول وقواعد بھی عربی ہی کی طرح ہیں۔ (دیکھو اقتباس ص ۲۷ صرف ونحو زبان ہند)

**ہندوستانی کپڑے:** ہندوستانی کپڑوں کے ذکر کے سلسلہ میں دیوگیر نامی کپڑے کی تعریف میں کہتے ہیں کہ اس کی خوبی یہ ہے کہ یہ آفتاب، ماہتاب یا سایہ معلوم ہوتا ہے۔ (دیکھو اقتباس ص ۳۷ جامۂ ہندی)

**پان:** پان کی تعریف اس مثنوی میں بھی کرتے ہیں۔ (دیکھو اقتباس ص ۳۷ پان)

**آم کی تعریف:** آم کا ذکر آتا ہے تو کہتے ہیں کہ کچھ لوگ آم کو انجیر پر ترجیح دیتے ہیں لیکن اندھی عورت تو بصرہ کو شام سے بہتر بتائے گی، پھر اسی سلسلہ میں ہندوستان کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ہندوستان کو بہشت سمجھنا چاہیے، ورنہ یہاں آدم اور طاؤس کیوں اتارے جاتے۔ (دیکھو اقتباس ص ۴۷ نغزک یعنی انبہ)

**ہندوستانی پھول:** ہندوستان میں اس زمانہ میں جتنے پھول تھے، ان کے نام امیر خسرو نے لکھے ہیں، ان میں سے کچھ یہ ہیں، سوسن، سمن، بنفشہ، کبود، بیلا، گل زریں، گل سرخ، ریحان، گل کوزہ، گل لالہ، گل سفید، سپرغم، صد برگ، نسترن، یاسمین، دونا، کرنا، نیلوفر، ڈھاک، چمپا، جوہی، کیوڑا، سیوتی، گلاب، مولسری وغیرہ ان پھولوں کی تعریف کرتے ہوئے امیر خسرو لکھتے ہیں کہ بنفشہ، یاسمن، نسترن تو ایران سے ہندوستان میں لائے گئے ورنہ اور تمام پھول ہندوستانی ہیں، ان میں بعض پھولوں کی تعریف دل کھول کر کی ہے، مثلاً گل کوزہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ اس میں پانی کی سی لطافت ہے لیکن خود پانی نے اپنی لطافت اس پھول سے دریوزہ گری کی ہے، بیلا کے متعلق لکھتے ہیں کہ اس کی پیشانی بڑی کشادہ ہوتی ہے اور ایک پھول میں سات پھول ہوتے ہیں، اس کی خوشبو میں دلربائی ہے،

اس لیے عاشقوں کے دلوں میں جگہ پاتی ہے، کیوڑے کے متعلق لکھتے ہیں کہ معشوقوں کی پوشاک اس سے باسی جاتی ہے اور دو برس کے بعد بھی اس کی خوشبو ایسی ہی باقی رہتی کہ کپڑا پھٹ بھی جائے تو اس کی خوشبو نہیں جاتی ہے، رائے چمپا کو امیر خسرو نے پھولوں کا بادشاہ قرار دیا ہے، کہتے ہیں کہ اس کی خوشبو ایسی ہوتی ہے جیسے شراب میں کسی نے مشک ملا دیا ہو، یہ چنبیلی جیسے بدن والے معشوقوں کی طرح نازک ہوتا ہے، اس میں زردی عاشقوں کے چہرے کی طرح ہوتی ہے، اس سے جو تیل نکالا جاتا ہے وہ سر میں مشک سے زیادہ اثر کرتا ہے، مولسری کے متعلق لکھتے ہیں کہ اس کی پتیاں چھوٹی اور باریک ہوتی ہیں لیکن دیکھنے میں بہت چست معلوم ہوتی ہیں اور ہر شخص کو پسند ہیں، اس کے پھول معشوقوں کی گردن کے حمائل ہیں، دونہ کو امیر خسرو ''ریحان ہند'' کہتے ہیں اور اس کی خوشبو کو پسندیدہ بتاتے ہیں، امیر خسرو کو کرنہ بہت پسند تھا، وہ لکھتے ہیں کہ اس کی خوشبو پھیلتی ہے تو گھر اور کوچے معطر ہو جاتے ہیں، سیوتی کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ بھڑ اس کے لیے جان دیتی ہے اور مرنے کے بعد بھی اس سے لپٹی رہتی ہے، معشوق عاشق کی طرح اس کے لیے سرگرداں رہتے ہیں، یہ پھول معشوقوں کا معشوق ہے، ہندوستانی پھولوں کی عام تعریف کرتے ہوئے امیر خسرو لکھتے ہیں کہ یہ دنیا کے تمام پھولوں سے بہتر ہیں، بہشت میں بھی ایسے ہی پھول ہوں گے، اگر یہاں کے ایسے پھول روم و شام میں ہوتے تو وہاں کے لوگ ان کی تعریف دنیا میں کرتے پھرتے۔ (دیکھو اقتباس ص ۴۷، موسم بہار و گلہائے ہند)

**ہندوستان کا حسن:** امیر خسرو کا خیال ہے کہ جس طرح ہندوستان کے پھول دوسرے ملکوں کے پھولوں پر فوقیت رکھتے ہیں اسی طرح ہندوستان کی حسین عورتیں مصر، روم، قندھار، سمرقند، خطا، ختن، خلخ اور تمام حسینانِ عالم پر اپنے حسن کی صفات میں فائق ہیں، وہ کہتے ہیں کہ یغما اور خلخ کا حسن بھی ہندوستان کے حسن کے برابر نہیں، کیوں کہ اول الذکر کے حسین تیز چشم اور ترش رُخ ہوتے ہیں، خراسان کے حسین سرخ اور سپید ضرور ہوتے ہیں

لیکن ان کے جیسے پھول ہیں، ویسے حسین بھی، یعنی رنگ ہے لیکن بو نہیں، روس و روم (ترکی) کے حسینوں میں عجز و انکسار نہیں پایا جاتا، وہ تیغ کی طرح سرد اور سفید ہوتے ہیں، تاتاری حسینوں کے لبوں پر ہنسی دکھائی نہیں دیتی، ختن کے حسن پر نمک نہیں ہوتا، سمرقند و بخارا کی خوبصورتی میں شیرینی نہیں ہوتی، مصر و روم کے سیمیں بدن ہندوستان کے حسینوں کی طرح چالاک اور چست نہیں ہوتے۔ (دیکھو اقتباس ص ۷۷، حسن ہند)

**ہندوستان کی ایک شادی کا جشن:** اس مثنوی میں سلطان علاء الدین خلجی کے لڑکے خضر خاں کی جو پہلی شادی شاہی دربار کے ایک امیر الپ خاں کی لڑکی سے ہوئی، اس کو بیان کرنے میں خسرو کے قلم میں بڑا انشاط پیدا ہو گیا ہے، اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اس زمانہ میں ہندوستان میں شادی کا جشن کس طرح منایا جاتا تھا، تین مہینے پہلے سے اس جشن کی تیاری شروع ہوئی، محل اور شہر کی پوری آرائش کی گئی، قبے بنائے گئے، مرصع پردے لٹکائے گئے، ڈیرے، خیمے استادہ ہوئے در و دیوار پر نقاشی کی گئی، راستوں پر دیبا کے فرش ہر طرف بچھائے گئے، اسی کے ساتھ نوبت اور شادیانے، دمامے اور دہل بجائے جاتے، نٹ ڈوریوں پر تماشے دکھاتے، شعبدہ بازوں میں کوئی ہوا میں گیند اچھالتا، کوئی تلوار کو پانی کی طرح گھونٹ جاتا، کوئی ناک کے راستے چاقو چڑھالیتا، بہروپیے طرح طرح کے سوانگ بھرتے، کبھی وہ پری اور کبھی دیو کے شکل میں نظر آتے، نغمہ و سرود کی مجلسیں ہوتیں جس کے ایک ایک لحن پر آدمی مرتا اور زندہ ہوتا مختلف قسم کے سازوں میں چنگ، دف، بربط، طنبور، کدو، بین، تال وغیرہ تھے، پری رو رقاصائیں، بہترین لباس پہن کر رقص و نغمہ سے محظوظ کرتیں، ان کے مژگاں سے سینے چھلنی ہوتے، ان کے کرشموں سے جانیں تلف ہوتی نظر آتیں، وہ پلکیں مارتیں تو جوان بے چین ہو جاتے، وہ ہنستیں تو روح پرواز ہوتی ہوئی معلوم ہوتی، ان کے خال مرجان کی طرح، ابرو کمند کی طرح، گیسو شام کی تاریکی کی طرح، زلفیں غنچوں کی طرح، زنخداں سیب کی طرح، دیکھ کر عجیب کیفیت پیدا ہوتی، منجنیقوں سے روپے نچھاور

کیے جاتے، اس موقع پر قرآن و حدیث کے وعظ و تذکیر بھی ہوتے اور جب نجومیوں نے ساعتِ سعید مقرر کی تو الپ خاں کے یہاں بارات روانہ ہوئی، شہزادہ گھوڑے پر سوار ہوا، جلوس میں ہاتھی تھے جن پر زریں عماریاں کسی ہوئی تھیں، چاروں طرف لشکری برہنہ تلوار اور خنجر لیے ہوئے تھے، گویا وہ نظر بد کا راستہ روکے ہوئے تھے، زر و یاقوت اور موتی لٹائے جا رہے تھے، جلوس الپ خاں کے مکان پر پہنچا تو شہزادہ مسند پر جلوہ افروز ہوا، امراء اپنے رتبہ کے مطابق دائیں بائیں بیٹھ گئے، نیک ساعت میں نکاح کا خطبہ پڑھا گیا، ایک گران قدر مہر پر دونوں کا عقد ہوا، حاضرین پر موتی نچھاور کیے گئے، لوگوں میں قیمتی چیزیں تقسیم کی گئیں، شہزادہ ایک پہر رات گزرنے کے بعد الپ خاں کے محل میں داخل ہوا، زرنگار فرش پر ایک پُر تکلف کرسی بچھائی گئی، اس پر شاہزادہ بٹھایا گیا، موتی اور جواہرات پھر نچھاور ہوئے، اس کے بعد دلہن کو لا کر اس کا جلوہ دکھانے کی رسم ادا کی گئی۔ (دیکھو اقتباسات ص ۷۹ جشن ازدواج درخانوادۂ شاہی، نوبت و شادیانہ شعبدہ ہائے بازی گراں درجشن رقص و سرود و نغمہ، قرآن و حدیث، وعظ و تذکیر، تعیین ساعت سعید، روانگی جلوس رسوم شادی ص ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸)

**آتش پرست ہندو سے سبق:** اس مثنوی میں ایک آتش پرست ہندو کا بھی ذکر کیا گیا ہے، اس سے سوال کیا گیا کہ وہ آگ کی پرستش کیوں کرتا ہے اور اس کے لیے جان کیوں دیتا ہے، تو اس نے جواب دیا کہ آگ کو دیکھ کر امید وصل فروزاں رہتی ہے اور آگ میں فنا ہو کر بقا حاصل ہوتی ہے، امیر خسرو نے اس جذبہ کی قدر کرنے کا مشورہ دیا ہے۔

(دیکھو اقتباس ص ۹۰ درس از ہندوئے آتش پرست)

**مثنوی نہ سپہر:** علاء الدین خلجی کے بعد قطب الدین مبارک شاہ خلجی ۷۱۶ھ-۱۳۱۶ء میں دہلی کے تخت پر بیٹھا تو امیر خسرو اس کے دربار سے بھی وابستہ ہوئے، اس وقت ان کی عمر ۶۵ سال کی تھی، مورخین قطب الدین مبارک شاہ خلجی کے کردار و سیرت کی اچھی تصویر نہیں کھینچتے لیکن امیر خسرو تاج و تخت کے وفادار تھے، اسی جذبۂ وفاداری میں اس کے متعلق ناخوشگوار

الفاظ استعمال نہیں کرتے، بلکہ نمک کا حق ادا کرنے کی خاطر اس کی شان میں روایتی طور پر قصائد بھی لکھتے رہے اور اسی کی فرمائش پر اپنی مثنوی نہ سپہر ۷۱۸ھ-۱۳۱۸ء میں لکھی، جس کے صلہ میں سلطان قطب الدین مبارک شاہ نے ان کو ہاتھی کے برابر تول کر روپے انعام میں دیے، شروع میں ان کی عام مثنویوں کی طرح حمد و نعت ہیں، پھر پہلے سپہر میں سلطان کی تخت نشینی کا ذکر ہے، جس کے انداز بیان میں ان کا دیرینہ بزمیہ رنگ ہے، پھر سلطان نے دیو گیر پر جو لشکر کشی کی تھی، اس کو رزمیہ شان میں لکھا ہے اور حسب معمول دہلی کے تاج و تخت کے مخالفوں کے لیے سخت الفاظ ہیں، دوسرے سپہر میں دہلی کے محل اور جامع مسجد کی کچھ تفصیلات ہیں (ص ۲۹) پھر سلطان کی طرف سے خسرو خان نے تلنگ کے راجہ کے خلاف جو فوج کشی کی تھی، اس کا بیان ہے، اس مہم کے بعد سلطان اور خسرو خان کی واپسی پر ان کا جو شان دار خیر مقدم ہوا ہے، اس کی تفصیل لکھنے میں خسرو کا قلم رقص کرنے لگا ہے۔

**ذکر دہلی:** اس موقع پر دہلی کا ذکر آیا ہے تو اس کی محبت میں اور بھی بے قابو ہو جاتے ہیں اور دہلی کو بغداد، مصر، خطا، خراسان، تبریز، ترمذ، بخارا، خوارزم وغیرہ پر ترجیح دیتے ہیں اور اسی سلسلہ میں کہتے ہیں:

فلک گفت ہر چہ از زمیں کشور آمد
ازاں جملہ ہندوستاں برتر آمد

**ہندوستان کی محبت کی وجہ:** اور پھر تیسرے سپہر میں ہندوستان کی محبت میں ان کے جو جذبات ان کی گزشتہ مثنویوں میں دبے رہ گئے تھے وہ اس مثنوی میں آ کر اچھی طرح اُبھر گئے ہیں اور ہندوستان کا راگ الاپنے میں وہ بالکل بے خود اور وارفتہ ہو گئے ہیں، اسی بے خودی اور وارفتگی میں کہتے ہیں:

حکمت و دانائی و علم و ہنر
وانچہ کہ در ہند معانیست دگر

اور پھر کہتے ہیں کہ ان کو ہندوستان سے اس لیے محبت ہے کہ یہ ان کا مولد ماویٰ اور وطن ہےاور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ: ''حب الوطن من الایمان۔''

(دیکھو اقتباس ص ۹۴،۹۵،حب الہند)

**ہندوستان ایک جنت ارضی ہے:** اور پھر فرماتے ہیں کہ ہندوستان ایک جنت ارضی ہے، اس کے سات اسباب یہ بتاتے ہیں: (۱) حضرت آدمؑ یہاں جنت سے آئے (۲) یہاں طاؤس جیسا فردوس کا پرندہ ہے (۳) یہاں سانپ بھی باغ فلک سے آیا (۴) حضرت آدمؑ ہند سے باہر نکلے تو فردوس کی نعمتوں سے محروم ہونے لگے (۵) یہاں خوشی اور عیش کے سامان کے ساتھ عطریات اور خوشبوئیات ہیں۔ روم ورے میں دو تین مہینے پھول ہوتے ہیں لیکن ہندوستان کی سرزمین خوشبودار پھولوں سے ہمیشہ گلزار رہتی ہے (۶) ہندوستان اپنی نعمتوں کی وجہ سے خلد بریں ہے (۷) مسلمان ساری دنیا کو ایک قید خانہ سمجھتے ہیں لیکن ہندوستان ان کے لیے خلد بریں ہے۔ (دیکھو اقتباس ص ۹۵-۹۹، کشور ہند است بہشتی بزمیں)

**ہندوستان کی آب وہوا کی خوبی:** پھر ہندوستان کی آب وہوا کی خوبی کا ذکر کرتے ہیں اور اس کو خراسان اور دوسرے ممالک کی آب وہوا سے بہتر بتاتے ہیں اور اس کے حسب ذیل دس اسباب پیش کیے ہیں:

(۱) یہاں کی سردی سے نقصان نہیں پہنچتا ہے (۲) ہندوستان کی گرمی خراسان کی سردی سے بہتر ہے، جہاں کے لوگ ٹھنڈک سے مر جاتے ہیں (۳) یہاں کی سرد ہوا کے خوف سے غریبوں کو زیادہ سرمائی سامان کی ضرورت نہیں ہوتی ہے (۴) یہاں پورے سال گل ول کی بہار رہتی ہے (۵) یہاں کے پھول گل بابونہ کی طرح خوش رنگ ہوتے ہیں (۶) یہاں کے پھول خشک ہونے کے بعد بھی خوشبو دیتے رہتے ہیں (۷) یہاں آم، کیلا، الایچی، کافور اور لونگ جیسی چیزیں ہوتی ہیں (۸) یہاں خراسان کے بہت سے میوے پائے جاتے ہیں لیکن ہندوستان کے میوے وہاں نہیں ہوتے (۹) یہاں کے دو تحفے نادر

ہیں، ایک کیلا، دوسرا پان (۱۰) پان کے ایسا دنیا میں کوئی اور میوہ نہیں۔

(دیکھو اقتباس ص ۹۹-۱۰۱ خوبی آب وہوا)

**ہندوؤں کے علوم وفنون:** آگے چل کر ہندوؤں کے علوم وفنون کی مدح سرائی ہے، کہتے ہیں دانش ومعانی ہندوستان میں اندازہ سے باہر ہے، یونان حکمت میں مشہور ہے لیکن ہندوستان اس میں بھی تہی مایہ نہیں، یہاں منطق بھی ہے اور نجوم بھی، علم کلام بھی، البتہ ہندو فقہ سے واقف نہیں ہیں لیکن وہ طبیعیات، ریاضیات اور ہیئت کے ماہر ہیں، مابعد الطبیعیاتی علوم نہیں جانتے ہیں لیکن مسلمانوں کے علاوہ اور بھی قومیں ان سے ناواقف ہیں۔

(دیکھو اقتباس ص ۱۰۱، ۱۰۲ اعلوم ہند)

**ہندوؤں کی وحدانیت:** خسرو ہندوؤں کے تصور وحدانیت کے بھی معترف تھے اور کہتے ہیں ہندو ہمارے مذہب کے قائل نہیں لیکن ان کے بہت سے عقائد ہم سے مشابہ ہیں، وہ خداوند تعالیٰ تعالیٰ کی وحدت اس کی ہستی اور قدم کے معترف ہیں، اس کی قدرتِ ایجاد اور اس کے رازق، خالق افعال، فاعل، مختار اور عالم جز وکل کے قائل ہیں۔ (دیکھو اقتباس ص ۱۰۳ تصور وحدانیت ہنود)

**دوسروں کے مقابلہ میں ہندوؤں کی برتری:** امیر خسرو نے ہندوؤں کے مذہب کا بھی اسلام کے علاوہ تمام اور مذہبوں سے مقابلہ کیا ہے اور اس کو ان سے بہتر بتایا ہے اور وجوہ یہ بیان کیے ہیں کہ ثنوی فرقہ خدا کو دو مانتا ہے لیکن ہندو ایک مانتے ہیں، عیسائی حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا مانتے ہیں لیکن ہندو اس قسم کے عقائد کے قائل نہیں، فرقۂ مجسمہ خدا کو صاحب جسم مانتا ہے لیکن ہندو ایسا اعتقاد نہیں رکھتے، ستارہ پرست سات خدا مانتے ہیں لیکن ہندو اس قسم کے عقائد کے قائل نہیں، فرقہ مشبہہ خدا کو ممکنات سے تشبیہ دیتا ہے، ہندو اس کے خلاف ہیں، پارسی نور وظلمت، دو خدا مانتے ہیں لیکن ہندو اس خیال سے بری ہیں، وہ پتھر، جانور، آفتاب اور درخت کو ضرور پوجتے ہیں لیکن ان کی پرستش میں اخلاص ہے اور

وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ سب ایک ہی خالق کی مخلوق ہیں اور اس کی اطاعت کے منکر نہیں، وہ اور چیزوں کی پوجا اس لیئے کرتے ہیں کہ ان کے آباواجداد اس کی پوجا کرتے آئے ہیں۔

(دیکھو اقتباس ص ۱۰۳ افضیلت ہندوواں بر دیگراں)

**ہندوستان کی برتری کے اسباب:** اور پھر بہت ہی نشاط و انبساط کے ساتھ یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ ہندوستان تمام ممالک سے بہتر اور برتر ہے اور اس کے حسب ذیل اسباب بتاتے ہیں (۱) یہاں تمام دنیا کی بہ نسبت علم نے زیادہ وسعت حاصل کی (۲) ہندوستان کے آدمی دنیا کی تمام زبانیں حاصل کر سکتے ہیں لیکن اور کسی ملک کا آدمی ہندی زبان نہیں بول سکتا (۳) تمام ممالک کے لوگ یہاں علوم سیکھنے کے لیے آئے لیکن کوئی ہندی تحصیل علم کے لیے ہندوستان سے باہر نہیں گیا (۴) ہندسہ ریاضی اور ایجاد صفر یہاں کی خاص چیز ہے (۵) کلیلہ دمنہ جیسی کتاب یہاں لکھی گئی (۶) شطرنج یہاں کی ایجاد ہے (۷) یہاں کے ہندسہ، کلیلہ دمنہ اور شطرنج کی مقبولیت تمام دنیا میں ہوئی (۸) یہاں کی موسیقی دل وجان کے لیے سوز و آتش کا کام دیتی ہے (۹) یہاں موسیقی کی جو ترقی ہوئی، کہیں اور نہیں ہوئی، یہاں کی موسیقی سے آہوئے صحرا بھی بے جان ہو جاتے ہیں (۱۰) یہاں خسرو جیسا ساحر شاعر پیدا ہوا ہے۔ (دیکھو اقتباس ۱۰۴-۱۰۹، اسباب فضیلت ہند)

**ہندوستانی زبانیں:** ہندوستان میں جو مختلف زبانیں بولی جاتی تھیں، ان میں سے عربی فارسی ترکی کے ساتھ ہندوی، سندھی، لاہوری، کشمیری، کیری، دھورسمندری، تلنگی، گجری، معبری، گوری، بنگالی، اودھی اور سنسکرت کا ذکر کرتے ہیں، سنسکرت کے متعلق کہتے ہیں کہ اس کو صرف برہمن جانتے ہیں، عوام کی یہ زبان نہیں، پھر ہر برہمن بھی اس سے اچھی طرح واقف نہیں، کیوں کہ اس کے صرف ونحو مشکل ہیں، اس زبان میں چاروں بید لکھی گئی ہیں، افسانے اور علمی کتابیں بھی اسی زبان میں لکھی جاتی ہیں۔

(دیکھو اقتباس ص ۱۰۸، ۱۰۹، زبانہائے ہند)

**سنسکرت کی برتری:** اور اسی سلسلہ میں یہ بھی کہتے ہیں کہ سنسکرت عربی سے تو کمتر لیکن فارسی سے برتر زبان ہے، اس میں فارسی سے کم شیرینی اور مٹھاس نہیں۔ (دیکھو اقتباس ص ۱۱۰ سنسکرت برتر از دری)

**ہندوستانی جانور:** امیر خسرو کو ہندوستان کی ہر چیز سے انس ہے، تو اس کے جانوروں سے بھی اپنی الفت کا اظہار کرتے ہیں اور اسی جذبہ میں کہتے ہیں کہ (۱) یہاں کے طوطے آدمی کی طرح بول سکتے ہیں (۲) یہاں کے شارک (مینا) عجم و عرب میں نہیں پائے جاتے اور یہ بھی آدمی کی طرح بول سکتے ہیں (۳) یہاں کے کوے مستقبل کی خبر دیتے ہیں (۴) یہاں کی کنجشک (گوریا) اپنی جنبش پرواز اور آواز وغیرہ میں عجیب وغریب ہیں، وہ پوشیدہ باتوں کی خبریں دیتی ہیں (۵) یہاں اور بھی رمز وہنر سے بھرے ہوئے دوسرے پرندے ہیں (۶) یہاں کے طاؤس میں دلہن کی ایسی رعنائی ہے (۷) طاؤس کے جوڑے جفتی نہیں کرتے بلکہ مادہ نر کی آنکھوں کے آنسو پی لیتی ہے، جس سے وہ انڈے دینے لگتی ہے (۸) یہاں کے بگلے تھوڑی تربیت کے بعد عجیب وغریب کرتب دکھاتے ہیں (۹) یہاں پانی بھرنے والے پرندے بھی ہوتے ہیں۔ (دیکھو اقتباس ۱۱۰، اقسام جانوران (مرغہائے ہند)

پھر علاحدہ عنوان سے پانچ اور جانوروں کا ذکر کرتے ہین (۱) وہ ایک ایسے جانور کی طرف اشارہ کرتے ہیں جو ہرن کے مانند ہوتا ہے اور گیدڑ کی طرح بولتا ہے، معلوم نہیں کون جانور مراد ہے (۲) یہاں کے گھوڑے تال اور سر کے ساتھ ٹاپ مارتے ہیں (۳) یہاں کی بکری ایک پتلی لکڑی پر چاروں سم رکھ کر کھڑی ہو جاتی ہے اور تھرکتی ہے (۴) یہاں کے بندر عقلمند جانور ناقص بشر کی حد تک ہیں (۵) یہاں کے ہاتھی بظاہر حیوان ہیں لیکن عمل میں انسان ہیں۔ (دیکھو اقتباس ۱۱۵ جانورانِ دیگر)

**ہندوستان کی جادوگری:** خسرو ہندوستان کی جادوگری کا بھی ذکر مزے لے لے کر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہاں کے مردوں کو زندہ کیا جاسکتا ہے، یہاں سانپ کے کاٹے

ہوئے مردوں کو چھ مہینے کے بعد زندہ کر سکتے ہیں، یہاں مردوں کو قوت گویائی بھی عطا کی جاسکتی ہے، یہاں عمر بھی بڑھائی جاسکتی ہے، یہاں کے جوگی حبس دم کی مشق کر کے سو بلکہ دو سو سال تک زندہ رہ سکتے ہیں، یہاں ایک آدمی کی روح دوسرے میں منتقل کی جاسکتی ہے، یہاں ایک آدمی کے جسم سے خون دوسرے آدمی کے بدن میں پہنچایا جاسکتا ہے، یہاں ابر میں بارش روکی جاسکتی ہے، وغیرہ وغیرہ۔ (دیکھو اقتباس ص ۱۱۶ افسوں گری ہند)

**ہندو مرد اور عورت کی وفاداری:** امیر خسرو ہندو مرد اور عورت میں وفا شعاری کا جو جذبہ ہوتا ہے اس سے بھی متاثر ہوئے اور کہتے ہیں کہ ہندو اپنی وفاداری میں تلوار اور آگ سے اپنی جان دے سکتا ہے اور ایک ہندو عورت اپنے شوہر کی خاطر جل کر راکھ ہو جاتی ہے، ہندو مرد اپنے بت اور مالک کے لیے اپنی جان بھینٹ چڑھا دیتا ہے، اسلام نے ان چیزوں کو روا نہیں رکھا ہے لیکن یہ بڑی کارگذاری ہے، اگر ہماری شریعت اس کی اجازت دے تو بہت سے لوگ اس سعادت کو حاصل کرنے میں اپنی جانیں قربان کریں۔

(دیکھو اقتباس ص ۱۱۸ جذبہ وفا در زنان و مردانِ ہند)

**ایک اچھے ہندوستانی حکمراں کے اوصاف:** پہلے ذکر آیا ہے کہ یہ مثنوی قطب الدین مبارک خلجی کے عہد میں لکھی گئی ہے جس کی تصویر مورخین اچھی نہیں کھینچتے لیکن امیر خسرو کی مرنجان مرنج طبیعت کے خلاف تھا کہ وہ بھی اس کی مذمت کرتے لیکن ان کا دل اس سلطان کی بے راہ روی پر ضرور دکھا ہوگا، اس لیے پند و نصیحت کی صورت میں اس کو اپنے فرائض سے آگاہ کرتے ہیں اور یہ بھی بتاتے ہیں کہ اچھے حکمراں کو کیا ہونا چاہیے، پہلے تو یہ کہتے ہیں کہ اس کو اپنے اللہ اور رسول کے احکام کا فرماں بردار ہونا چاہیے، پھر اس کے عام فرائض بتاتے ہوئے لکھتے ہیں کہ (۱) اس کی ہر رائے محکم ہو اور اس پر عمل کرنے کی تدبیر سخت ہو (۲) وہ جو کام کرے بروقت عزم اور سکون کے ساتھ کرے (۳) پوری احتیاط کے ساتھ اپنی غفلت کو دور کرتا رہے (۴) پورے انصاف سے کام لے تاکہ چھوٹا بڑا کوئی بھی ظلم کی آواز سننے نہ پائے

(۵) خواص عوام کی آسودگی کا خیال رکھے تا کہ بیابان کے چلنے والے اور محل کے رہنے والے دونوں یکساں طور پر خوش رہیں۔ (دیکھو اقتباس ص ۱۱۹ - ۱۱۸ اوصاف حکمرانِ ہند)

**امرا کو نصیحت:** امرا کو نصیحت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ وہ پہلے خدا کے اطاعت گزار ہوں اور پھر اپنے سلطان کی فرماں برداری کریں، امیر خسرو کے خیال میں حقیقی مالک کی اطاعت گذاری سے دنیاوی آقا کی فرماں برداری آسکتی ہے۔

**اچھے ہندوستانی لشکری:** اچھے لشکری کے اوصاف یہ بتاتے ہیں کہ وہ مذہبی ہوں، فرائض وسنن کے پابند ہوں، خدا کے احکام کی فتح و کامرانی کے لیے کوشاں ہوں، غارت گری اور ناموری کے لیے لڑائی نہ لڑتے ہوں، رعایا کہ کھیتی برباد نہ کرتے ہوں، خون جگر سے کاشتکار جو خوشے تیار کرتے ہیں ان کو اپنے گھوڑوں کے پیٹ میں نہ جانے دیں۔ (دیکھو اقتباس ص ۱۱۹ تلقین اوصافِ لشکریانِ ہند)

**اچھے ہندوستانی:** پھر عام لوگوں کے اخلاق کو سنوارنے کے لیے نصیحت کرتے ہیں کہ وہ سچے، خوش خو اور نیکو خواہ ہوں، حلم و سکون ہی میں سیرت کی فرزانگی ہے، خشم و غضب میں دیوانگی ہے، دیانت اختیار کریں کہ اس سے دین بھی سنورتا ہے، خیانت سے ادبار آتا ہے، حسد اور بخیلی بہت بڑی بدی ہے۔

اوپر کے تمام پند و نصائح کی وضاحت تمثیلوں اور قصوں کے ذریعہ سے بھی کی ہے۔ (دیکھو اقتباس ص ۱۲۰ تلقین اوصافِ باشندگانِ ہند)

**نہایۃ الکمال:** خسرو کا قلم ہندوستان یا اس کے مختلف حصوں کی تعریف میں آخر آخر وقت تک نہیں تھکا، انہوں نے سلطان محمد بن تغلق کی تخت نشینی (۷۲۵ھ/ ۱۳۲۵ء) کے بعد جب اپنا آخری دیوان نہایت الکمال مرتب کیا تو اس میں جہاں حمد، نعت اور منقبت ہیں وہاں سلاطین وامرا اور شاہزادوں کی شان میں کہے ہوئے قصائد بھی ہیں جن میں جا بجا ہندوستان کے بعض حصوں کی تعریف بھی ہے۔

**دیوگیر کی تعریف:** اس دیوان کے ایک قصیدہ میں دیوگیر (دکن) کے متعلق کہتے ہیں کہ اس کو میں جنت کہتا لیکن ڈر ہے کہ کہیں جنتِ شداد نہ سمجھی جائے، اس کی مزید تعریف کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مصر نے اس کی شہرت سن کر اپنا جامہ اتار کر نیل میں ڈال دیا ہے اور بغداد دو ٹکڑے ہو گیا ہے، اس کی ہوا جنت کی ہے، جس کی خوشبو سے تمام پھول معطر ہوتے ہیں۔
(دیکھو اقتباس ص ۱۲۵-۱۲۴ دیوگیر)

**دیوگیر کے پھل:** یہاں کے پھلوں کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہاں کے پھل کو دیکھ کر تمام دنیا کے پھل خستہ ہو جاتے ہیں، یہاں کے کیلے ہلال کی طرح خم اور عید کی طرح خوش گوار ہوتے ہیں، یہاں کے آم میں بڑی لذت ہوتی ہے، وہ شہد اور دودھ سے بھرے ہوئے سنہرے ڈبے ہیں اور چوسنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مصری کے پانی سے منہ بھر گیا ہے، پھر پان کی تعریف کرتے ہیں۔ (دیکھو اقتباس ص ۱۲۵ میوہ ہائے دیوگیر)

**دیوگیر کے کپڑے:** یہاں کے کپڑوں کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ اتنے باریک ہوتے ہیں کہ چاند کی جلد اگر علاحدہ کر دی جائے اور اس سے موازنہ کیا جائے تو یہ کپڑا باریکی میں بڑھ جائے، اس کا ایک سو گز سوئی کے ناکہ میں سما سکتا ہے اور اس کا لباس بنا کر پہنا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ بدن پر صاف شفاف پانی پڑ رہا ہے۔ (دیکھو اقتباس ص ۱۲۶ جامۂ دیوگیر)

**دیوگیر کی موسیقی:** یہاں کی موسیقی کی تعریف کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہاں کے چنگ کی آواز سے زہرہ بھی نالہ و فریاد کرنے لگتی ہے اور یہاں کے نغمہ سے مردے بھی زندہ ہو سکتے ہیں۔
(دیکھو اقتباس ص ۱۲۶ موسیقی دیوگیر)

**خسرو کا پیام:** پہلے ذکر آیا ہے کہ خسرو عشق الٰہی، عشق رسول اور عشق مرشد میں سرشار رہے لیکن اوپر کی تحریروں سے اندازہ ہوا ہوگا کہ ان میں بڑی رواداری، وسیع المشربی، فراخ دلی، کشادہ ذہنی اور وطن دوستی تھی اور وہ فارسی کے حسب ذیل مشہور شعر کی صحیح تعبیر اور تفسیر تھے۔

در کفے جامِ شریعت در کفے سندانِ عشق
ہر ہوسنا کے نداند جام و سنداں باختن

اور اقبال نے اس دور میں نظری طور پر جو یہ کہا تھا:

خاک وطن کا مجھ کو ہر ذرّہ دیوتا ہے

اس کا عملی نمونہ خسرو نے آج سے ساڑھے سات سو برس پہلے پیش کیا تھا، اس وقت خسرو نے اپنی چشم بینا سے دیکھ لیا تھا کہ جس ملک میں وہ رہ رہے ہیں، اس کی اصلی نجات اور حقیقی فلاح یہ ہے کہ ایک دوسرے میں باہمی یگانگت، موانست، رواداری اور اتحاد ذہنی ہو، ان کی زندگی کا یہ پیام ہے کہ عشق مذہب کے ساتھ عشق وطن کوئی متضاد چیز نہیں بلکہ شہید جنونِ مذہب کشتۂ محبت وطن بھی ہوسکتا ہے۔

---

انتخاب

از

# قران السعدین

نوشتہ ۶۸۸ھ/ ۱۲۸۹ء

مطبوعہ

مطبع انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ کالج ۱۹۱۸ء

# دہلی

حضرتِ دہلی کنفِ دین و داد
جنتِ عدن ست کہ آباد باد

ہست چو ذاتِ ارم اندر صفات
حرسہا اللہ عن الحادثات

دورش از انگاہ کہ پُرکار شد
دائرۂ چرخ ز پرکار شد

تا کہ بنایافت نگنجید پیش
در ہمہ عالم ز بزرگیِ خویش

گر شنود قصۂ ایں بوستاں
مکہ شود طائف ہندوستاں

شہرِ نبی را بسرِ او قسم
شہر خدا گشتہ ز صیتش اصم

درحقش از چرخ چو دیدم عطا
گفتم روم ست نگفتم خطا

قبۂ اسلام شدہ در جہاں
بستۂ او قبۂ ہفت آسماں

(قران السعدین ص ۲۸-۲۹)

# قلعہ وحصار دہلی

از سہ حصارش دو جہاں یک مقام
و ز دو جہاں یک نقش دہ سلام

حصن بر دینش ز عالم بروں
عالم بیرونش بحصن اندروں

حصن در دینش تو گوئی مگر
چرخ بزیرست و حصارش زبر

گفت حصارِ نو او را اسپہر
کائے فلکِ نو بکہن دار مہر

ہر دم ازاں قلعۂ مینو سرشت
قلعۂ فیروزہ شدہ خشت خشت

چوں فلکِ ثابتہ ثابت صفات
نے چو فلکہائے دگر بے ثبات

برجِ فلک آمدہ ثابت سہ چار
برجِ حصارش ہمہ ثابت شمار

برج بہ برجش درجاتِ سپہر گشتہ بگردِ سر او ماہ و مہر
کنگر او گشتہ زباں جملہ تن و آمدہ با ماہِ سما در سخن
چرخ نداند در و دیوار کس تکیہ بدیوار و درش کردہ بس
ملک ز دروازۂ فتح یاب سیزدہ دروازہ و صد فتح یاب
نام بلندش رہِ بالا گرفت تا بختن شد ہما یغما گرفت

(قران السعدین ص۲۹)

## مردم شہر دہلی

ساکنِ او جملہ بزرگانِ ملک گوشہ بگوشہ ہمہ ارکانِ ملک
تخت گہِ تاجورانِ بلند گشتہ از اقبالِ شہاں بہرہ مند
گوشہ ہر خانہ بہشتے شگرف گشتہ بصنعت زر بے صرفہ صرف
برسر ہر کو ز بزرگان صفے در رفِ ہر خانہ نہاں رفرفے
مردمِ یک خانہ و صد خرمی خانہ یک مردم و صد مردمی

(قران السعدین ص۲۹-۳۰)

## جامع مسجد دہلی

مسجد او جامعِ فیضِ الٰہ زمزمۂ خطبۂ او تا بماہ
بر سرِ نہ تخت گرفتہ شہی منبرش از خطبۂ بیت اللّٰہی
آمدہ دروے ز سپہر کبود فیض بیک خواندنِ قرآن فزود
غلغل تسبیح بہ گنبد دروں رفتہ ز نہ گنبدِ والا بروں
گنبد او سلسلہ پیوندِ راز سلسلہ چوں کعبہ شدہ حلقہ ساز

خوانده امم کعبۂ دینِ خودش پیش نشستہ حجر الاسودش
بندۂ منکش در و لعل وعقیق زو ہمہ آزادیِ بیت العتیق
ہر کہ سعادت بودش رہ نمائے بر در او سر نہد انگاہ پائے
در تہ سققش ز سما تا زمیں نصب شدہ جملہ ستوں ہائے دیں
قامت خود کردہ موذّن دراز دادہ اقامت بہ ستونِ نماز

(قران السعدین ص ۳۰)

# منارہ (مراد قطب مینار)

شکل منارہ چو ستونے ز سنگ از پے سقف فلک شیشہ رنگ
سقف سما کز کہنی شد نگوں در تہِ او داشتہ سنگیں ستوں
تا سرش از اوج بگردوں شتافت گنبد بے سنگ فلک سنگ یافت
آنکہ ز زر بر سرش افسر شدہ است سنگ ز نزدیکیِ خور زر شدہ است
سنگِ وے از بس کہ بخورشید سود زو زر خورشید عیاری نمود
سنجر سنگیں کہ ستونِ سپہر آمدہ از مہر شدہ ہم بمہر
گر نہ خرف شد فلکِ شیشہ ساز از چہ براں سنگ بود شیشہ باز
دیدنِ او را کلہ افگندہ ماہ بلک فتادش گہ دیدن کلاہ
ماہ تحپد ہمہ شب تا سحر کز سر تخش خلہ دارد ببر
زاں خلہ ہر بار کہ در ابر داد برق ز جا جست دگر جا فتاد
شد چو بلند از شرف نفس خویش زد ز بلندی بجق چرخ نیش
بر ملکش سایہ طرف بر طرف تا فلکش پایہ شرف بر شرف

از پے بر رفتنِ ہفت آسماں — کرد زمیں تا بفلک نرد باں
گرد سرش کرد موذن چو گشت — قامتش از مسجدِ عیسیٰ گذشت
موٴذنش آنجا کہ اقامت کشید — قامت موٴذن نتواند رسید
مسجد جامع زدروں چوں بہشت — حوض ز بیروں شدہ کوثر سرشت

(قران السعدین ص ۳۰-۳۰)

# حوض شمسی

در کمر سنگ میانِ دو کوہ — آب گہر صفوت و دریا شکوہ
ساختہ سلطانِ سکندر صفات — در سد کوہ آئینہ ز آبِ حیات
تا خضر آب خوشِ او نوش کرد — آب خوشِ چشمہ فراموش کرد
شہر گر از وے نبود آب کش — کس نہ خورد در ہمہ شہر آب خوش
آب کہ علت ز برائے تری ست — تری آں آب ز علت بری ست
در نخورد آبِ وے اندر زمیں — کے بزمیں در خورد آبے چنیں
در تہِ آبش ز صفا ریگِ خرد — کور تواند بہ دلِ شب شمرد
موجِ بلندش کہ رسد تا بماہ — باز دہد آب بابر سیاہ
سیل وے آہنگ بکہسار کرد — کوہ بتر دامنے اقرار کرد
چوں مد و جزرش ز نشیب و فراز — آب ز کوہ آمدہ و رفتہ باز
چو ترہ و قصر بلندش در آب — گشت ازاں ساغر صافی حباب
رود لبے زو شدہ تا آب جون — جوں ز پے آب از و جستہ عون
مرغ بہر رودِ وے اندر سرود — رقص کناں ماہی از آواز رود

شیشہ گری کرد بر آبش حباب — شیشۂ خالی و جہاں پر گلاب
باد کہ بروے خط زیبا نوشت — نسخہ ماہیت دریا نوشت
عمق درد کار بجائے کشید — کز تہ او گشتہ زمیں ناپدید
رفت زمیں راچوں حجاب از میاں — گشت پدید از تہِ آب آسماں
نیم فلک ہست بزیر زمیں — چوں بجنبش نیست زمیں آں ببیں
بسکہ زمیں رفت ہمرا ہیش — گاوِ زمیں شد خورش ماہیش
حوض نگویم کہ جہانے ز نور — نور کزو دیدۂ بد باد دور
گرد وے از اہل تماشا گروہ — دامن خیمہ شدہ دامانِ کوہ
نادرہ شہرے کہ بحدش دروں — نادرہ ز نیساں بود از حد بروں
شہر نہ بل بحر عجائب نما — بحر دے گشت بکوہ آشنا
زاں بہ دلِ کوہ گرفتہ قرار — تا کند اقلیم عدو سنگسار
تا بد و فرسنگ بہ پیرامنش — روضۂ باغ و چمن گلشنش
تا فلک از جون بدو داب آب — دجلہ رواں برو بیغداد آب

(قران السعدین ص۳۲-۳۳)

# آب و ہوا گلہائے و میوہ ہائے ہند و دہلی

ہر کہ دریں ملک دے آب خورد — گشت دل از آبِ خراسانش نہ سرد
بسکہ خنک دید خراساں سپہر — گشت ہمہ سال برو سرد مہر
گرچہ دریں ملک ہوا ہست گرم — از خنکیہائے خراساں چہ شرم
مہر فلک گرم شد اندر فاش — گرم ازاں گشت جہاں راہواش

گل ہمہ سالہ بچمن خوش نسیم    خاک ز گلہا شدہ پر زر و سیم
تری صد گونہ بصد برگِ تر    کوزۂ ہر خاک پر آبے دگر
خط تر سبزہ بصحرا و کشت    نسخہ گرفتہ ز سوادِ بہشت
میوہ ز ہند و ز خراساں بسے    زانچہ نخوردہ بخراساں کسے

(قران السعدین ص۳۳-۳۴)

## مردمان فرشتہ سرشت

مردمِ او جملہ فرشتہ سرشت    خوش دل وخوش خوئے چو اہل بہشت
ہر ہمہ نزدیکِ دل و گرم خوں    رفتہ چو جان در تن مردم دروں

## علم وہنر

ہر سر مو برتن ایشاں ہنر    و آمدہ در موئے شگافی بسر
ہر چہ ز صنعت بہمہ عالم ست    ہست درایشاں وزیادت ہم ست
و ز قلم ہر چہ بر آرد علم    و آنچہ بگنجد بزبانِ قلم
بیشتر از علم و ادب بہرہ مند    و اہلِ سخن خود کہ شمارد کہ چند
ہر طرفے سحر زبانے نوست    ریزہ چیں کمترِ شان خسروست
چوں زسخن بگذری آہنگ و ساز    نغمہ مرغانِ بریشم نواز
زخمہ زنانے کہ بگاہِ سرود    از رگِ ناہید بتابند رود
و از ہنر نیزہ و پیکان و تیر    ہر کہ در آید بنظر بے نظیر

(قران السعدین ص۳۲-۳۴)

# بتانِ سادۂ دہلی

| | |
|---|---|
| اے دہلی و اے بتانِ سادہ | پگ بستہ و ریشہ کج نہادہ |
| خوں خوردنِ شاں بآشکارست | گرچہ پنہاں خورند بادہ |
| فرمان نبرند ازانکہ ہستند | از غایتِ نازِ خود مرادہ |
| نزدیک دلِ آنچنانکہ جاں را | برداشتہ گوشۂ نہادہ |
| جائے کہ برہ کنند گل گشت | در کوچہ دمد گلِ پیادہ |
| آسیب صبا رسید بردوش | دستار چہ بر زمیں فتادہ |
| شاں در رہ و عاشقاں بدنبال | خوں ناب ز دیدہا کشادہ |
| ایشاں ہمہ بادِ حسن در سر | و اینہا ہمہ دل بباد دادہ |
| خورشید پرست شد مسلماں | زیں ہندوگانِ شوخ و سادہ |
| کردند مرا خراب و سرمست | ایں مغ بچگانِ تاک زادہ |

بر بستہ، شاں بموئے مرغول
خسرو چو سکیست در قلادہ

(قران السعدین ص ۳۶-۳۷)

# کیلوکھری

| | |
|---|---|
| رفت بکیلوکھرے داد عون | از مدد دست چو دریا بجوں |
| قصر شد از فرِّ شہی ارجمند | چوں فلک از منزلت خور بلند |

# قصر نو

قصر نگویم کہ بہشتے فراخ — روفتہ طوبیٰ درِ او را بشاخ
با چمن ہشت درش در یکے — با فلک ہفت سرش سر یکے
بام سفیدش بفلک سود سر — کرد بخورشید سفیدے ابر
پائے چو مہتاب ببامش نہاد — گشت ز دوراں بہ زمیں اوفتاد
رفت درونِ در او آفتاب — وقف زمیں کرد رُخِ چرخ تاب
رفت صبا زاں در دیوارِ خس — گفت ندانم درو دیوار کس
رہ بسوئے روزن او جست ماہ — ہیچ نداد او بسوئے خویش راہ
بانگ کشادہ درِ او دم بدم — رفتہ بدر بند و بدر و از ہم
با در بارش دو جہاں پست او — قلعہ نہ در شدہ در بستِ او
از شرف پایہ او نرد باں — پایہ سایہ شدہ بر آسماں
کالبد چرخ بخشش یکے ست — خشت زمیں کالبد بیش نیست
آئینہ گشتہ ز گچ صاف خشت — دید در او صورتِ خود را بہشت
ہر چہ کہ در آئینہ بیند جواں — پیر دراں خشت بہ بیند ہماں
ہر چہ کہ نقاش بیکسو کشید — عکس بدیوار دگر شد پدید
نیست در و حاجت نقش از صفا — بس کہ شد از عکس کساں رونما
نقش بلندش بہوا خامہ راند — تختہ سقفش بفلک باز خواند
دیدۂ بد مردم ازاں جائے خوش — تیر لبے خوردہ زہر تیر کش
قطرہ براں بام نیفتاد تیز — ابر گریزندہ ز باراں گریز

شکل ستونش بمقام ستاد — قصر ارم را شده ذات العماد
گشت چو جاروب بروخاک روب — کرد زبیخش ہمہ کس سرمہ چوب
طرفہ عروسے شدہ آراستہ — آئینہ از آبِ رواں خواستہ
چوں کزو گشت حبابے عیاں — قصر نمود از تہ آبِ رواں
ہمچو دو آئینہ مقابل ز تاب — آب در و عکس نما او در آب
عکس دلیش مثل نیارو دگر — گرچہ کہ سر زیر کند یا زبر
طاقِ بلندش بفلک گشت جفت — حاصل او شد فلک اندر نہفت
کنگر طاقش بزبانِ دراز — پیش فلک گفت سخنہائے راز
سنگ سفیدش کہ شدہ بر سپہر — آمدہ از مہر و شدہ ہم بمہر
یک طرفش آب و دگر سوئے باغ — باغے و آبے ز دو سویش بلاغ
آبے ازاں باغ برو ماند زرد — باغے ازاں آب بجا گشت سرد
شاخ بہر بار گہے کردہ راہ — جایگہ بار شدہ بارگاہ

(قران السعدین ص ۵۴، ۵۵، ۵۶)

# جشن نوروز ہند

رفت چو خورشید برجِ حمل — نور شرف کرد بگیتی عمل
دور جہاں روز نواز سر گرفت — موسمِ نو روز جہاں در گرفت
شاہ دراں روز ہم از بامداد — قصر فلک مرتبہ را تاب داد
کنگرۂ قصر طرف بر طرف — تا بحمل رفتہ شرف بر شرف
صفحۂ نو طاق بیاراستند — پردۂ زر بفت فلک خواستند

تخت زدند و تتق آویختند / عرشِ دگر بر زمیں انگیختند
چتر ز ہر سو بفلک سر کشید / ابر سر از شرم بجا در کشید
پنج طرف چتر چو مہر سپہر / شش جہت آراستہ زاں پنج مہر
ہمچو گل و سنبل و سوری بید / لعل و سیہ گلگوں و سبز و سپید

(قران السعدین ص۷۳-۷۴)

# چتر سیاہ

چتر سیہ را شب قدری شمار / گشتہ شب قدر بروز آشکار
گونۂ او زاں بسیاہی شتافت / کز تہ و بالاش دو خورشید تافت
بر سر او سایہ فرّ ہمائے / در تہ او سایۂ عونِ خدائے
سوختہ خود را از تفِ آفتاب / بازرہانید جہاں را ز تاب
گرد شود سایہ چو پیرا منش / سایہ کہ گرد آورد از دامنش
تاز پئے سایہ بشہ کرد روے / شاہِ جہاں گشتہ از و سایہ جوئے
سایہ او بر سر ہند او فتاد / ہند شہ از وے ہمہ اعظم سواد
خامہ نقاش بہ سحر بناں / نقش نکردہ است سوادے چناں
گوہر آں چتر کہ برشد بماہ / قطرۂ باران ست در ابر سیاہ

(قران السعدین ص۷۴-۷۵)

# چتر سفید

چتر سفید آمدہ چرخِ امید / بیضۂ اسلام ازو رو سپید
سقف ز در کردہ ستوں از زرش / و ز گہر آویزشِ سر تا سرش

داشتہ ابرے بستوں در سما قطرہ معلّق بمیانِ ہوا
ابر سپید و گہر بے بہاش قطرۂ او داں کہ نمود از صنعاش
سایہ ز خورشید بود رو سیاہ سایۂ رویش بسفیدی چو ماہ
نوردہ و روشن و عالم فروز چوں رُخِ خورشید گہِ نیم روز
شکل وے از فرقِ شہ کامیاب پارۂ نورے ہم ازاں آفتاب
از بر خورشید سرش بر گذشت جامہ سفیدش ہم ازاں چشمہ گشت
چتر سیہ کرد سوادے پدید دیں بہ بیاض از سبب او رسید
ماہ دو ہفتہ کہ مدور نشان است عکس وے از آئینہ آسماں است

(قران السعدین ص ۷۴-۷۵)

## چترِ سرخ

چتر دگر روشن و خورشید تاب لعل و منور چو بصبح آفتاب
ز فلک از پیش روی در پسش خواند کواکب فلک اطلسش
سود سرش بر فلک سبز دام گشت فلک سرخ و شفق یافت نام
از رخ شہ رنگ چو دریوزہ کرد پشت بہ قبہ فیروزہ کرد
ابر نبارد چو شود لعل کار او شدہ ابرے کہ بود لعل بار
روش بسرخی چو گل ترشدہ سرخیِ روے ہمہ کشور شدہ
سرخیِ او تا ز فلک بر گزشت دیدۂ خورشید بدو سرخ گشت
معدنی و معدنِ یاقوت و در معدن او گشتہ زیاقوت پر
چتر سیہ را ہمہ تن مشک دید خونِ خود از غیرت او خشک دید
لعل کہ آویختہ گشت از برش خوں چکاں ست ز رنگ ترش

(قران السعدین ص ۷۵-۷۶)

## چترؔ سبز

چتر دگر ہمچو فلک سبز رنگ بستہ از و چشمۂ خورشید رنگ
اطلس او سبز تر از آسماں موجب سرسبزیِ شاہ جہاں
سبز درختے ز گہر یافتہ سایہ ز حق بر سرشہ تافتہ
سایۂ او گشت چو صحرا نشیں سبز زمرّد شدہ اندر زمیں
طرفہ درختے کہ چوں آید ببار بر نہ دہد جز گہر شاہوار
پر تو او ماند بجائے کہ دیر مہر براں خاک نتابد دلیر
پیش وے از شرم سپہر کبود نیمۂ کامل بز میں شد فرود
کلہ او گشت چو با چرخ جفت در غلط افتاد جہانے و گفت
چتر شہ آن ست کہ شد چرخ ماہ چرخ مہ ایں ست کہ شد چتر شاہ
دید سپہرش چو بداں نیکوئی گفت کہ یا رب منم ویا توئی
تو بسر شاہ و من اندر محن یک نفسے چرخِ تو شو چترِ من

(قران السعدین ص۷۶-۷۷)

## چترگل

چتر دگر گل گز و گلگوں چورز چوب وے اکسوں فلک کردہ گز
یک گل و بر ہفت فلک پردہ پوش شہ شدہ در سایہ گل بادہ نوش
کرد گلے رنگ دہ مل شدہ مرغ چو بلبل بسر گل شدہ
سایہ اش آں جا کہ فتد بر زمیں گل بدمد گز بہ گز اندر زمیں

بر سرمہ کردہ نہ گل خرمنے گشتہ معلق بہ ہوا گلشنے
گل کہ بمہتاب دمد آں نمود گرد رخ شاہ چو جولاں نمود
داد بخورشید فلک پایگی خاصہ برائے حق ہم سایگی
پشت وے از بار گہر خم زدہ چوں بسحر گلشن شبنم زدہ
گوئی از انجم ہمہ گل چیدہ ماہ دوختہ و ساختہ زاں چتر شاہ
خامہ بسے نقش پدید بر انگیختہ رنگے ازاں گونہ نیامیختہ
جامہ چناں رنگ نیارد پدید خامہ چناں نقش نیارد کشید

(قران السعدین ص ۷۷-۷۸)

## رایت لعل وسیاہ

از دو طرف رایت لعل و سیاہ سایہ رسانیدہ زماہے بماہ
ماہی نو ماہِ نو انگیختہ ماہی و مہ را بہم آمیختہ

## صف ہائے اسپان و پیل

یک دو ہزار اسپ مرصع سنام از دم خود بستہ صبا را بدام
زیں ز زر خویش کہ عالم فروخت کردہ ہم از آتش خود سیم سوخت
میمنہ جلہا سیہ انداختہ آتشے از دود سلب ساختہ
از پس اسپاں صف صد پیل مست ابر ہوا گرد، بصحرا نشست
قلعہٴ آہن نہ برگستواں قلعہ بجا ماندہ ستونش رواں

(قران السعدین ص ۸۲)

# گلستانِ سیم وزر

باغ زر آراستہ شد جائے بار | کردہ برو ابر جواہر نثار
سبزہ زمرّد ہمہ ریحانیش | سیم نباتے گل بستانیش
از در و یاقوت درختان فراخ | مرغ ز زر ساختہ بالائے شاخ
شاخ تو گوئی کہ بخواہد چکید | مرغ تو دانی کہ بخواہد پرید
ہر چہ گذشتی ز گلستان زر | خوشتر ازاں کردہ بہارے دگر

(قران السعدین ص۸۲-۸۳)

# نخل موم

ساختہ از موم بسے نخل چست | کاں بجز از موم نیاید درست
باغ موم چوں گزری زیں دو باغ | یافتہ از لالہ و ریحاں فراغ

(قران السعدین ص۸۳)

# دستۂ گل دلفریب

بستہ بسے دستۂ گل دلفریب | کوشش صد دستہ نمودہ بزیب
یافتہ سبزہ ز چمنہا درود | بہر درود آمدہ آں جا فرود
غنچہ کہ دل بستہ بشاخِ چمن | ہم بگست از پے آں انجمن
بید کہ تیغ از طرفِ گل کشید | ہم ببرید از چمن آں جا رسید

(قران السعدین ص۸۳)

# آرایشِ دربار

قصر ہمایوں ز زمیں تا سماک  زیور زر بستہ چو فردوسِ پاک

پردہ بزر دوختہ بر دامنے  تا شدہ بے دوختہ ہر سوزنے

اطلس زر بفت بدیوار سنگ  داد بہر سنگ زیاقوت رنگ

کردہ مسلسل ز گہر بوریا  کاں زرش خواند فلک بے ریا

خاک ازاں مفرش زر بافتہ  خلعتِ نو روز ز شہ یافتہ

جشن چو آراستہ شد یک سرہ  از دو طرف میمنہ و میسرہ

شاہ جہاں شستہ بزرّیں سریر  چشم جہاں دوختہ از قد چو تیر

تاج بسر کردہ چہ گویم چہ تاج  قیمت او ہر دو جہاں را خراج

چرخ قبائے ز گہر یافتہ  کردہ لبسے صنعتِ زر بافتہ

آب در از تاج و قبا و کمر  تا بہ کمر تا بہ گلو تا بہ سر

تن چو در آں خلعتِ روشن گرفت  خونِ یواقیت بگردن گرفت

بستہ چو جوزا کمر زرد روے  لعل بخورشید سپرد از دو سوے

ہر کہ نظر کرد برویش ز دور  عطسہ در آمد بدماغش ز نور

جنبشِ سہم الحشم از ہر کراں  سہم زناں بر حشم اختراں

قوقۂ چاؤش کلہ در شدہ  یکسرہ بر صد سرِ شاں برشدہ

ساختہ بالائے کلہ جایگاہ  نادرہ باشد کلہے بر کلاہ

شحنہ بار آمد وصف راست کرد  ترکِ فلک ہیبت از و خواست کرد

تیغ زناں دست چپ و دستِ راست  ہر دو صف از صف شکناں گشتہ راست

نعرۂ حجاب کہ دور از میاں — آبِ کیاں ریخت بہ عیش کیاں
گر گمسے پرزد ازاں پیش و پس — خستہ شد از تیغ چو پرِ مگس
پیش کشیدند کراں تا کراں — خدمتے ہر ہمہ خدمت گراں
گشتہ پُر از نافۂ چینی زمیں — بادشد از نافِ زمیں نافہ چیں

(قران السعدین ص۸۳-۸۴)

# خربزۂ ہند

خربزہ گوئی کہ بصحرا و کشت — گوے ربود از ثمراتِ بہشت
گوے شکم بستہ بچو گانش رہ — گوئی یکے بینی و چوگانش دہ
سبز خطے در خط او موے نہ — مشک دمے مشک بداں بوے نہ
ساختہ در آب کمانش کمیں — چاشنی و آب کمانش ببیں
رنگ زہش سبز و کمان آبگوں — زہ زبروں بستہ کماں از دروں
برسر ہر میوہ کلہ در شدہ — بہر کلہ را ہمہ تن سرشدہ
از مزہ گرد آمدہ در وے نبات — خام خضر پختہ چو آبِ حیات
گرچہ از و چشم کساں درد کرد — روشنیٔ چشم من است آں نہ درد

(قران السعدین ص۱۰۹)

# جامۂ ہندی

جامۂ ہندی کہ ندانند نام — کز تنگی تن بنماید تمام
ماندہ بہ پیچیدہ بناخن نہاں — باز کشائیش بپوشد جہاں

(قران السعدین ص۱۳۲)

# الوان نعم بر مائدۂ سلطانِ ہند

گرم ترین کارگذارانِ خواں ‏ مائدہ کردند ز مطبخ رواں

خوانچہ آراستہ بیش از ہزار ‏ بر ہمہ الوان نعم کردہ بار

بانگ روا روزن زاختر گذشت ‏ بلک ز نہ خوانچہ صلابر گذشت

گشت علم از خورش ارجمند ‏ خوانچہ ازاں ساخت سہ پایہ بلند

صد قدح از شیرۂ آب نبات ‏ در مزہ ہمشیرۂ آب حیات

کرد گذر سوئے حریفاں نخست ‏ کامِ می آلودہ ز جلاب شست

شربت لب گیر کزاں آب خورد ‏ جانِ گشتہ بتواں وصل کرد

از پس آں دور در آمد بخواں ‏ دائرہ مہر شدہ دورِ ناں

ناں تنک صاف براں گونہ بود ‏ کز تنکی رو بدگر سو نمود

نان نہ گوئیم کہ قرص خورست ‏ عیسیٰ اگر خواں بکشد در خورست

نان تنوری ز طرب قبہ بست ‏ زانک بخوانِ شہِ عالم نشست

کاک دراں مرتبہ رو ترش کرد ‏ لاجرمش روے چناں ماندہ زرد

دید فلک گرمی ہر قرصِ نور ‏ قرصۂ خور گرم ز خواں کردہ دور

ماہ بکاہید کہ خود را بخواں ‏ دید یکے قرص و دو سہ ریزہ ناں

یافتہ سنبوسہ ز تثلیث اثر ‏ برۂ بریاں شرف از قرصِ خور

خواند زبانِ برہ پہلوے بز ‏ برسر پولاؤ کہ منی اُرز

پہلوے مسلوخ ہلالی کشاد ‏ طرفہ کہ سی غرہ بیک سلخ زاد

استخواں

چرب دم دنبہ دو من یکسرہ ‏ چرب ترازو بنک آہو برہ

خندہ بروں داد سر گو سپند ‏ ہم بجوانی شدہ دنداں بلند

| | |
|---|---|
| دنبہ کوہی کہ بہر خوانچہ بر | دہ مہ رفتہ و دو قرنش بسر |
| صد نعم از ہر نمطے دیگ پز | مردم ازاں لب گزو انگشت مز |
| پختہ بسے مرغ بہر گونہ طرز | از وج و تیہو و درّاج و جرز |
| صحنک حلوا ہمہ شکر سرشت | چاشنیش از طبقاتِ بہشت |
| تختۂ صابونیِ شکّر نوید | راست چو جامہ بسفیدی سفید |
| دادہ بسے طیب معنبر براں | خوردۂ کافور تر و زعفراں |
| در تنِ مرداں مزہ ذاتی شدہ | ناطقہ ہم روح بناتی شدہ |
| بہرۂ خود برد چو کام از خورش | یافت زلذت دل و جاں پرورش |
| چند شرابی بمیاں ایستاد | و زپئے ہر نام قفاعے کشاد |
| جوشش تیزش کہ بجاں باز خورد | صد گرہ از رشتۂ جاں باز کرد |
| مایۂ خواں چوں زمیاں رخت برد | نوبتِ تنبول بمجلس سپرد |

(قران السعدین ص ۱۸۳-۱۸۴-۱۸۵)

# تنبول

| | |
|---|---|
| بیرۂ تنبول کہ صد برگ بست | چوں گلِ صد برگ بیامد بدست |
| نادرہ برگے چو گلِ بوستاں | خوب ترین نعمتِ ہندوستاں |
| تیز چو گوشِ فرسِ تیز خیز | صورت و معنی بصفت ہر دو تیز |
| تیزی ازو یافتہ گوشِ دگر | داد بہر گوش ز تیزی خبر |
| تیزی او آلتِ قطع جذام | قول(۱) نبی رفتہ علیہ السلام |

(۱) درحدیث آمدہ است 'ان فی الهند شجرة ورقها كأذن الفرس من اكل امن الجذام والبرص یعنی در ہند درختے است کہ برگ آں مثل گوشت اسپ ست ہر کہ آنرا بخورد از جذام و برص محفوظ ماند

پُر رگ و در رگ نہ نشانے زخوں — لیک ہم از رگ دوش خوں بروں
طرفہ بناتے کہ شد در دہن — خوئش چو حیواں بدر آید ز تن
خوردنِ آں بوئے دہن کم کند — سستیَ دنداں ہمہ محکم کند
سیر خورد گر سنہ در دم شود — گر سنہ را گر سنگی کم شود
(فوراً)
کس نہ خورد خوردہَ دندانِ کس — وانچہ تواں خورد ہمین ست بس
از درِ تعظیم فتادہ بہند — صد در تعظیم کشادہ بسند
سرخیِ رویش ز سہ خدمت گرش — چو نہ و فوفل شدہ رنگ آورش
طرفہ کہ با ایں سہ شریکش بہ پس — مرتبہ و نام ہموں راست بس
گرچہ کہ آبش بنوی ہست بیش — کہنہ شود و بیش کند آب خویش
گرچہ کہ از آب شود زرد رو — لیک ز زردیش بود آبرو
برگ کہ باشد بدرختاں فراخ — زود شود خشک چو افتد زشاخ
برگ عجب بیں کہ گستہ زبر — و زپس شش ماہ بود تازہ تر
حرمتش از پیشگہ و پایگاہ — ہم بگدا محترم و ہم بشاہ
شاہ چو زیں تحفہ تہی کرد لب — باز رواں گشت رحیق طرب
رقص بر آمد بترنم زناں — زمزمہ برخاست ز مطرب زناں

(قران السعدین ص ۱۸۵-۱۸۶)

انتخاب

از

# مفتاح الفتوح

نوشتہ ۶۹۱ھ - ۱۲۹۱ء

مطبوعہ

اورینٹل کالج میگزین، لاہور اگست ۱۳۵۵ھ - ۱۹۳۶ء

# قلعہ جھائیں (نزد رنتھنبور)

سیوم روز آفتاب عالم افروز ۔ دروں جھائیں آمد نیمۂ روز
فرود آمد بخلوت خانہ آرای ۔ کہ بود از سر بلندی آسماں سای
چہ بیند بوستانے رستہ از سنگ ۔ در و حیراں ز نقشِ خویش ارژنگ
منقش خانۂ از سنگِ خارا ۔ بہشتی ہندواں را آشکارا
بہ صورت کاری از نقش چینی ۔ تصور گم شدہ در نقش بینی
نہ صورت کز قلم جانے کشیدہ ۔ قلم بر صورت مانی کشیدہ
ز سنگ آراستہ صد پیکر روم ۔ براں گونہ کہ نتواں ساخت از موم
گچ دیوار او آئینہ کردار ۔ در و از عکسِ مردم نقش دیوار
گر آں فرہاد را در دل گذشتی ۔ دلش را قصر شیریں تلخ گشتی
بگردوں خشت سبزش باز خوردہ ۔ ز سودن آسماں را سبز کردہ
ہمہ کہگل ز صندلہائے سودہ ۔ ہمہ چوبش ز عود نا بسودہ

(مثنوی مفتاح الفتوح ص ۳۵-۳۶)

انتخاب

از

# شیریں خسرو

نوشتہ ۶۹۸ھ-۱۲۹۸ء

مطبوعہ

مسلم یونیورسٹی پریس، علی گڑھ ۱۳۴۷ھ-۱۹۲۷ء

# اوصافِ نوجوانانِ ہند

نخستیں پندم آں شد گر نیوشی | کہ جز در طاعتِ یزداں نکوشی
ہمیشہ ز اعتقاد پاک پیوند | خدارا بندہ باشی نفس را بند
دراں کوش از نیازِ سینہ پرور | کہ دامن پاک داری آستین تر
مکن یارانِ نا پرہیز پیشہ | در پرہیزگاری زن ہمیشہ
بصف نیک مرداں شو کماں گیر | زبد ناماں گریزاں باش چوں تیر
بمنعم دار ہمچوں موماں گوش | مکن چوں کافراں نعمت فراموش
چو شیراں در شکار انداز مستی | چو خوک و سگ مکن شہوت پرستی
چو پیران پختگی کن گاہِ خامی | کہ نیک ست از جوانانِ نیک نامی
ورت پیری کند روزے خداوند | خدائی شو چو پیرانِ خردمند
بطاعت کوش چوں روشن ضمیراں | مکن کارے کہ نہ پسندند پیراں
چو آں دیوانہ باشد از ہمہ روے | ز دیوانہ بتر پیر جواں خوے
اگر خواہی نکو باشی نکو باش | ہمیشہ راستکار و راست گو باش
مترس از تہمتے گر راستگارست | کہ مرد از راستگاری رستگارست
گریزاں باش ازاں کژیار بدکیش | کہ باشد راست دیدار و کج اندیش
گرت خوردے و پوشے ہست برجاے | زیادت را منہ بیرونِ دو پاے

گرت در خانہ نانے باشد از جو | میفت از بہر گندم در تگادو
بنانے صبر کردن بادشائیست | دویدن در پے گنجے گدائیست
امل در دل خرد مندے نباشد | سریرے بہ زخورسندی نباشد
طمع را در ہمہ جاروے زردست | خوی پیشانی آب روے مردست
مباش از بہر تخت و تاج محتاج | زمیں را تخت دان و چرخ را تاج
گرت دنداں بہم بندی پرہیز | بمالِ مردماں دنداں مکن تیز
نہ کمتر زاں سگے کز مہربانی | بود بر منعم خود پاسبانی
گرت باشد ز سلطانان فتوحے | بہ بنگاہِ گدایاں کن صبوحے
درت را قفل بر درویش کن ست | تونگر خود نہ محتاجِ درِ تست
دہانِ مفلساں شیریں کن از قند | کہ بر حلوا کند منعم شکر خند
شکم ہائے تہی را پر کن از قوت | کہ مرغِ سیر را حنظل بود قوت
صلائے منعماں گفتن بخانہ | فریبِ طوطیاں باشد بدانہ
چو ناں دادی بباید شکر کردن | کہ بارے نانت می ارزد بخوردن
بمنت چشم مہماں را مکن ریش | بنہ منت ولے بر دیدۂ خویش
چو پیلاں باش پیشانی کشادہ | نہ چوں موران گز بر سینہ دادہ
مشو بارے ترش رو تا توانی | اگر شیرینی ندہد تو دانی
ز حاجت پیش در دنیا مجو چیز | دگر حاجتہ یابی رد مکن نیز
چو گردد ابر دولت بر تو دُربار | فروتن باش ہمچوں شاخِ گلنار

(شیریں خسرو ۳۵-۳٦)

انتخاب

از

# ہشت بہشت

نوشتہ ۷۰۱ھ - ۱۳۰۱ء

مطبوعہ

مطبع انسٹی ٹیوٹ، علی کالج ۱۹۱۸ء

# اوصاف دخترانِ ہند

اے زعفت فگندہ برقعِ نور ہم عفیفہ بنام و ہم مستور
سالت از ہفت بر نرفتہ ہنوز روشنی ہمچو ماہِ چار دہ روز
کاش ماہ تو ہم بچہ بودی در رحم طفلِ ہشت مہ بودی
لیک چوں دادۂ خدائی راست باخدا داد گاں ستیزہ خطاست
من پزیرفتم انچہ یزداں داد کانچہ او داد باز نتواں داد
شکر گویم ہر انچہ از در اوست کاں دہد بندہ را کہ درخورِ اوست
ہر چہ او داد بس پسندیدہ است ہم دراول صلاحِ آں دیدہ است
پدرم ہم ز مادرست آخر ما درم نیز دختر است آخر
گر نہ بر دُر صدف نقاب شدی قطرۂ آب باز آب شدی
دانہ بے کشت کے ببار آید آسماں بے زمیں چہ کار آید
بے پدر ممکن ست شد معلوم چوں مسیحا ز مریم معصوم
لیک بے مادر خجستہ وجود ولدے را نگفت کس مولود
اے تنت را بجانِ من پیوند کہ ہم مادرے و ہم فرزند
تو بدیں پایہ کز قضا داری گز نہی پا بدیدہ جا داری
سر برآر از مبارک اختر خویش کہ مبارک ترے ز جوہر خویش
از عروسی شدی چو در خور تخت عصمت خواہم اول آنکہ بخت
از منت آنکہ اولیں پندست جہد بر طاعت خداوند ست

تا توانی خدا پرستی کن و زنیاز خدائے مستی کن
بایدت ہمچو دیدہ عزت و تاب باش چوں چشم خویش در محراب
نیک نامی طلب کنی در پوست پارساباش پارسائی دوست
گیر مت سلکِ گوہری نہ بود بہ ز تسبیح زیورے نہ بود
پاک تن باش ہمچو آب سپہر بلکہ پا کیزہ تر زچشمۂ مہر
تا شوی ہمچو مہر در ہر سوے از پس چار پردہ روشن روے
زن چناں بہ کہ مرد روے بود تا زنان را بہ پردہ شوئے بود
زن اگر مرد مرد تدبیر است سو زن و دوک نیزہ و تیرست
گرچہ زر باشدش فراخ نہ تنگ تا نداری زدوک و سوزن ننگ
دوک وسوزن گذاشتن نہ فن ست کالت پردہ پوشی بدن است
پا بدامانِ عافیت در کن رو بدیوار و پشت بر درکن
راہِ در کم کن از درونِ سرائے ور مثل خضر در زند مکشائے
تا سرت از شرف بماہ شود مقنعت افسر و کلاہ شود
زن کہ از شرم خو کند بسرا سترہا فی ستارہا قمرا
گوشہ گیراں ستودہ نام بوند کوچہ گرداں فراخ گام بوند
زن کہ در کوچہ ہا بتگ باشد زن نباشد کہ مادہ سگ باشد
مرد کردار خوب را سبب ست خوب کرداری از زناں عجب ست
تلخ گویند ارچہ نوش لباں تا نگیری ترنم جلباں
باد پیچ ودنے کہ لعب زن ست بروے ایں چنبرست آں رسن ست
دف شاں بے ہراس دشمن و دوست فتنہ را بانگ می کند در پوست
آنکہ اول سرود سادہ بود در نہایت صلائے بادہ بود

ذاتِ بے جفت بایدت نہفت
با ہمہ طاق باش جز با جفت

بوفا با حلال یاری کن
نعمتش را حلال خواری کن

از عروساں خزینہ داری بہ
راست گوئی و راستکاری بہ

خازنے کہ بد زدی آردروے
دزد گویش خزینہ داری مگوے

مرد اگر یک قراضہ کار کند
زن بکد با نوے ہزار کند

چوں ز شوخرج زن فزوں باشد
مالِ سامانِ خانہ چوں باشد

ہرزنے کز سخاوتش فردی ست
ناجواں مردیش جواں مردی ست

دل نگہبانِ رخت باید داشت
گرہِ خویش سخت باید داشت

در زن آرد دو فتنہ رسوائی
سیم پاشی و پیکر آرائی

گرہِ نقد را چو داری ست
دست از آبرو بباید شست

(ہست بہشت ص ۲۹-۳۰)

# انتخاب

از

# دول رانی خضر خاں

نوشتہ ۱۵ ۷ ھ - ۱۳۱۵ء

مطبوعہ

مطبع انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ کالج ۱۳۳۶ھ - ۱۹۱۷ء

# خوبیِ زبانِ ہند

غلط کردم گر از دانش زنی دم
نہ لفظ ہندیست از پارسی کم

بجز تازی کہ میر ہر زبانست
کہ بر جملہ زبانہا کامرانست

دگر غالب زبانہا در ری و روم
کم از ہندیست شد ز اندیشہ معلوم

عرب در گفت دارد کار دیگر
کہ نامیزد درو گفتارِ دیگر

بنقصان ست لفظ پارس در خورد
کہ بے آچار تیزی کم تواں خورد

چو آں صافی وش و ایں دردناک است
تو گوئی کیں جسد واں جانِ پاک است

جسد را مایۂ گنجد ز ہر ساں
نگنجد از لطافت ہیچ در جاں

نہ زیبد جفت کردن ہمسری را
عقیقے از یمن درّ دری را

بہین دولت ز گنج خویش صرف است
متاعِ عاریت عاری شگرف است

زبان ہند ہم تازی مثال است
کہ آمیزش در آنجا کم مجال است

# صرف و نحو زبان ہند

گر آئین عرب نحو است و گر صرف
ازاں آئین دریں کم نیست یک حرف

کسے کیں ہر سہ دکان راست صراف
شناسد کیں نہ تخلیط است و نی لاف

(دول رانی خضر خاں ص ۴۱-۴۳)

# بیان ومعانی زبانِ ہند

دگر پرسی بیانش از معانی — دراں نیز از دگر ہا کم ندانی
اگر از صدق وانصافت دہم شرح — حد ہندی کنی گفتارِ من جرح
ور آرایم بسو گندے زبانے — کہ داند باورم داری دیانے
ولے من کاندریں نقد مہیا — بیک قطرہ شدم مہمان دریا
ز قطرہ در چشیدن گشت معلوم — کہ مرغ وادیست از دجلہ محروم
کسے کز گنگ ہندوستاں بود دور — ز نیل و دجلہ لافدہست معذور
چو در چیں دید بلبل بوستاں را — چہ داند طوطیِ ہندوستاں را

(مثنوی دول رانی خضر خاں ص٤٢-٤٣)

# تنبول

نکو دانند خوبانِ پری کیش — کہ لطف دیوگیری از کتان بیش
زلطف آں جامہ گوئی آفتابے ست — و یا خود سایہ یا ماہتابے است

# جامۂ ہندی

خراسانی کہ ہندی گیردش گول — خسے باشد بہ نزدش برگِ تنبول
شناسد آنکہ مرد زندگانی است — کہ ذوقِ برگ خالیٔ ذوق جانی است

# نغزک (انبہ)

دریں شرح و بیاں کابیست در رو ق کسے باور کند گفتار خسرو
کہ دانا باشد و منصف بہر چیز زمیں ہا یک بیک دیدہ بہ تمییز
سخن کز ہندو از روم افتدش پیش سوے انصاف گیرد نے سوے خویش
ز بے انصاف نتواں یافت ایں کام کہ عمیا بصرہ را بہ گوید از شام
دگر کس سوے خود گردد جہت گیر نہد کم نغزکِ ما را ز انجیر
بہ از من خود نیارد بود و صاف کہ من حجت سرایم او زند لاف
سیہ گویند و ہند ہم چنیں است سواد اعظم عالم ہمیں است
بہشتے فرض کن ہندوستاں را کز آنجا نسبت است ایں بوستاں را
وگر نہ آدم و طاؤس ز آنجاے کجا اینجا شدندے منزل آراے
اگر دعوی کنی بارے چنیں کن بحجت موم خود را انگبیں کن

(دول رانی خضر خاں ص ۴۳-۴۴)

# موسم بہار و گلہائے ہند

دریں موسم کہ از دلہائے پر سوز بشستہ گردِ غم بارانِ نو روز
دل شاہ از جدائی ریش ماندہ گرفتارِ ہوائے خویش ماندہ
بہرجانِ خود را دست بر دل ز بہر سرو خود را پائے در گل
اگر بشنیدی از مرغے نوائے بر آوردے بدرد از سینہ وائے

بہر سوے کہ ابرے سر کشیدے چو ابر از دیدہ بارانش چکیدے
تمام ارباز رانم شرح ایں حال نگویم حالِ یک شب تا بیک سال
ولیکن الغرض زیں داغ دوری فرو ریزم نمطہائے ضروری
بفردوس حرم باغیست دلکش کہ فردوسِ ارم نبود چناں خوش
بہ کشور ہر کجا نا در نہالے در و نوشیدہ از کوثر زُلالے
ز گلہائے خراساں گونہ گونہ نمودہ ہر یکے دیگر نمونہ
نیاوردہ ز نرمی تابِ مہتاب زلالہ خوں چکیدہ و از سمن آب
ہواشتہ جمالِ ارغواں پاک شدہ گوگرد سرخ از رنگِ گل خاک
بنفشہ بہر چشم بد بہ تعجیل کشیدہ در بُنا گوشِ چمن نیل
دمیدہ برگ نازک یاسمیں را لباس پرنیاں دادہ زمیں را
بر آب نسترن نسریں شکر خند چو دو ہمشیرہ نزدیک مانند
زگلہائے تر ہندوستان ہم شدہ سر گشتہ باد بوستاں ہم
گل کوزہ کہ دور چرخ گرداں ق پدید از خاکِ پاک ہند کرد آں
بتری آب را در کوزہ کردہ لطافت آب از و دریوزہ کردہ
گل صد برگ را خوبی زحد بیش نمودہ صدورق دیباچۂ خویش
بسانِ دفتر شیرازہ بستہ ز ہر برگش سرشک شیر جستہ
اگرچہ پارسی نامند اینہا و لے در ہند زادند از زمینہا
گر ایں گل در دیار پارسی زاد چرا ز و نیست در گفتار شاں یاد

ہم ایں لشکر دریں صحرا بر آمد — ہم ایشاں را علم اینجا بر آمد

لبے گلہائے دیگر ہندوے نام — کز ایشاں بو برد مشک خطا دام

ازیں سو بیل پیشانی کشادہ — بیک گل ہفت گل برہم نہادہ

وزاں سو دلربائے عاشقاں جائے — ہمہ تن بہر دلہا را شدہ جائے

بخوبی کیورہ جا در لحافش — سنانِ نقرہ و زیبنا غلافش

صبا ہر گل کہ کردہ ہم عنانش — سپر افگندہ از نوکِ سنانش

ازو نرگس شدہ بیمار و بیتاب — سناں در خواب خوردہ جستہ از خواب

ز بویش حلہ خوبانِ معطر — دو سالہ خشک و بویش ہم چناں تر

ہر آں جامہ کہ ازوے بو گرفتہ — دریدہ جامہ و بویش نرفتہ

دگر آں رائے چنپہ شاہِ گلہا — کہ بویش مشکبار آمد چو ملہا

چو معشوقِ سمن بر ناز پرورد — ولے رنگش چو روے عاشقاں زرد

چو پیکانِ زرو بدریدہ آساں — بہ پیکاں صف گلہائے خراساں

بروغن پر و رندش بہر سرہا — کہ سر از مشک تر گیرد اثر ہا

دگر ما دل سرے کش طرفہ نامے — برنگِ طرفہ مروارید فامے

زباد طیب خود در خویشتن گم — بطیبت نامِ صندل کردہ ہیزم

بہیئت چست و برگش خرد و باریک — بہر جیب و بدلہا نیک نزدیک

برندش شہر شہر ارچہ بود خشک — چنیں گل کم مگیر از نافہ مشک

بسویش بسکہ دلہا گشتہ مائل — شدہ در گردنِ خوباں حمائل

دگر آں سیوتی برگے شکر رنگ — قوی گل شکری بہر دلِ تنگ

نصیبِ بوستاں در خوب طیبے — نصیب افزائے گل زابِ نصیبے

چکد ہر جا کہ یک قطرہ خوی از وے | گلابی خونِ خود ریزد براں خوے
دگر دَونہ کہ آں ریحانِ ہند است | ز تری بوش در خوردِ پسند است
سپر غم رنگ و برگش اسپر غم | غلامِ اوشدہ شاہ سپر غم
دگر کرنہ کہ چوں زو جست بوے | معطر گردد از یک خانہ کوے
بسودہ مشک و بویش نام کردہ | زبواز بہر دلہا دام کردہ
چو پیکانِ ہلیلہ سیوتی خرد | کہ جاں ہا بہر آں پیکاں ہوس برد
زعشق بوے او جاں دادہ زنبور | نکشتہ بعد مردن نیز از و دور
ہمہ خوبانش عاشق وار جویاں | کہ معشوقیست نزد خو برویاں
قرنفل ہم ز ہندوستان است وردی | کہ از نامِ عرب شد شہر گردی
چہ بینی ارغوان و لالہ خنداں | کہ رنگے ہست و بوے نیست چنداں
گل مار آہندی نامِ زشت است | وگر نہ ہر گلے باغِ بہشت است
گر ایں گل خاستے در روم یا شام | ق کہ بودی پارسی یا تا زیش نام
شدی معلوم تا مرغانِ آں بوم | چساں غلغل زدندی در ری و روم
کدامی گل چنیں باشد کہ سالے | دبد بود و رماندہ از نہالے

(مثنوی دول رانی، خضر خاں از ص ۱۲۸ تا ۱۳۳)

# حسنِ ہند

بتانِ ہند را نسبت ہمین ست | بہر یک موئے شاں صد ملک چین است
چہ گیری نام از یغما و خلخ | کہ غالب تیز چشم اندو ترش رُخ
چہ یاد آری سپید و سرخ را روے | چو گلہائے خراساں رنگ بے بوے

وگر پرسی خبر از روم و از روس — از ایشاں نیز ناید لا بہ و لوس
سپید و سرد ہمچوں کندۂ یخ — کز ایشاں رم خورد کانونِ دوزخ
خطائے تنگ چشم و پست بینی — مغل را چشم و بینی خود نہ بینی
لب تاتار خود خنداں نباشد — ختن را خود نمک چنداں نباشد
سمرقندی و انچہ از قندہا رند — بجز نامی ز شیرینی ندارند
بمصر و روم ہم سیمیں خدانند — و لے چشتی و چالاکی سدانند
اگرچہ بیشتر ہندوستاں زاد — ق — بسبزی می زنند چوں سرو آزاد
و لے بسیار باشد سبزۂ تر — بلطف از لالہ و نسرین نکوتر
لبے زیبا کنیز سبز فام است — کہ صد چوں سرو آزادش غلام است
نہ سبزی بے نمک چوں برگ کشنیز — نمک دانی و بردی ترّہ نیز
نہ چوں طاؤسِ بے دنبال زشت اند — کہ در خوبی چو طاؤسِ بہشت اند
سہ گونہ رنگ ہندوستاں زمیں است — سیاہ سبز و گندم گوں ہمیں است
بگندم گونست میلِ آدمی زاد — کہ ایں فتنہ ز آدم یافت بنیاد
یکے گندم بکام اندر نمک دہ — ز صد قرص سپید بے نمک بہ
سیہ را خود بدیدہ جا نگاہ است — کہ اندر دیدہ ہم مردم سیاہ است
ز بہر دیدہ باید سرمہ را سود — سپیدہ عارضی رنگے است بے سود
ازیں ہر دو نکوتر رنگ سبز است — کہ زیب اختراں زاو رنگِ سبز است
برنگ سبز رحمت ہا سرشت است — کہ رنگِ سبز پوشانِ بہشت است
چوں رحمت بار گردد ابر افلاک — نتیجہ سبز زاید اول از خاک
مدد ہائے کہ آید ز آسمانہا — نشانہ سبز بیند از نشانہا
دل اندر سبزہ ہا بے گل شکیباست — گلے بے سبزہ در بستانِ نہ زیباست

بہار است ارچہ صد گونہ در ایام — بہار سبز دارد در جہاں نام
بسبزی نقش بستندش زن و مرد — نگوید کس بہار سرخ یا زرد
کساں کز فال فرخ خیر جویند — بسر سبزی دعاے خیر گویند

(مثنوی دول رانی خضر خاں ص ۱۳۳-۱۳۴)

# جشن ازدواج در خانوادۂ شاہی

## آرایشِ شہر

زہے بستانِ آں شہ را جمالے — کہ باشد چوں خضر خانش نہالے
چو الہام الٰہی شاہ را گفت — کہ آں درِّ سعادت را کند جفت
اشارت کرد تا در گردشِ دہر — بیارایند یکسر کشور و شہر
کمر بربست در کارش زمانہ — بخرج آمد خزانہ در خزانہ
چناں در نغمہ و شادی شد آفاق — کہ در رقص آمد ایں نہ سقف و شش طاق
بگردا گرد قصرِ بادشاہی — بر آمد قبہ از مہ تا بماہی
جہاں از قبہ ہاۓ کار داراں — شدہ چوں روے دریا روز باراں
بچرخ قبہ حیراں قبۂ چرخ — برابر ہر دو چوں بغداد با کرخ
در اطلس چرخ قبہ پیش تا پس — چو دیگر قبہ ہا در چرخِ اطلس
مرصع پردہا چوں چرخ ز انجم — شدہ انجم دراں درّ و گہر گم
بہر زر دوزی مہرِ زر انگیز — نظر باصد تعجب دوختہ تیز
ہر آں کلہ کہ بر کردند آں را — شد استر ابر ہاۓ آسماں را
کشیدہ تا بگردوں سایہ بانہا — فرو پوشیدہ عیب آسمانہا

مہ و خورشید ہمچو پری و حور — بشاذر وانِ عصمت ماندہ مستور
بہر دیوار نقشے کردہ پُرکار — فلک حیراں در و چوں نقشِ دیوار
رسیدہ صورتِ قبہ بانجم — درونِ چشم انجم گشتہ مردم
فرس گوئی کہ در خواہد دویدن — پری گوئی کہ بر خواہد پریدن
بہر جانب کہ مردم بر زمیں رفت — ہمہ بر فرشِ دیبا ہائے چیں رفت
زبس شارع کہ خفت اندر خز ناب — زمیں را کس نہ دید الّا کہ در خواب

(مثنوی دول رانی خضر خاں ص ۱۵۳ و ۱۵۴)

# نوبت وشادیانہ

نشستہ کوس و افغاں بردہ بر ماہ — ز سر تا پا ہم اشکم ہم تہیگاہ
فتادن خواستہ شیر فلک زیر — چو چرم گاؤ کردہ نعرۂ شیر
ہماں نعرہ کہ شد تا چرخ گرداں — بہیجا ار غنون شیر مرداں
چو آں نعرہ شود در نیلگوں سطح — دود لبیک گویاں نصرت و فتح
دمامہ تہ مس پختہ زبر خام — زباں چو بیں واو گویائی بے کام
نرو مادہ بہم چوں دوست با دوست — لبے مرموز چہ یک گفتہ در پوست
زہر سو خاستہ غلغل بر آں ساں — کہ گشتہ شہرِ سلطاں شہرِ یزداں
دہل در بانگ و رخشاں پیش او تیغ — چو بانگ رعد و رخشِ برق در میغ
جواں مردیست کاسِ لا ابالی — بلند آوازۂ او خانہ خالی

(دول رانی خضر خاں ص ۱۵۴)

# شعبدہ ہائے بازی گراں در جشن

ببازیٔ سلیح اصحابِ شمشیر
ز پنجہ بر زدہ شمشیر چوں شیر

شدہ در تیغ رانی تیغ راناں
دو کردہ مودو موئے چوں جواناں

بخنجر ہائے چوں پرِ مگس صاف
مگس پراں دو نیمہ کردہ بے لاف

بر آوازِ دہل مرد سلح کار
معلّق زن بنوبت نوبتے دار

ہر آں بازی کہ بودہ آسماں را
بروں افگندہ دہر از پردہ آں را

سپہر بوالعجب از ہفت پردہ
جہاں را دار بازی راست کردہ

بگردش دار بازاں بر سرِ دار
شدہ سرگشتہ زیشاں چرخِ دوّار

نظر در ہر یک از دورِ رواں دید
کہ گر نقطہ نہی حلقہ تواں دید

رسن بازاں ببالاے رسنہا
چو دلہا گیسواں را در شکنہا

نہ با آں حبل بہ پیچاں کردہ بازی
کہ خود بارشتۂ جاں کردہ بازی

ز دست بوالعجب گوی آسماں گیر
بسانِ گرد مہرہ توسنِ میر

زبس کاں گوئی بر چرخ اشتلم کرد
سپہر از بیم دنداں خندہ گم کرد

فرو بردہ مشعبد تیغ چوں آب
چو مستسقے کہ نوشد شربتِ ناب

بہ بینی تیز کز لک را فرو خورد
چو آبے کز رہ بینی خورد مرد

ز لعبِ مرکبانِ طفلانِ غازی
بہ پشت باد چوں گل کردہ بازی

جہاں از حرد چنبر ہر گراں تن
چو پیل از روزن و اشتر ز سوزن

نمودہ چہرہ بازاں گونہ گوں ریو
گہے خود را پری کردہ گہے دیو

ز دہر آموختہ گوئی دو رنگے
کہ گہ رومی نماید گاہ زنگے

(مثنوی دول رانی ص ۱۵۵-۱۵۶)

# رقص وسرود ونغمہ

بہر لحن آدمی ہم زیست و ہم مرد
کہ در ہر نغمہ ہم جاں داد و ہم برد

ترنم زہرہ را آواز می داد
نوا جاں می ربود و باز می داد

بریشم بر ہوا بردہ نوا را
کمند افگندہ مرغانِ ہوا را

چو شاہِ سازہا چنگست ز آہنگ
بزہ بر بستہ دہ جا تیر را چنگ

زیک ساقش شدہ موتا زمیں پست
دگر ساقیش بے موچوں کف دست

رگ و مو سر بہم بستہ دو سویش
تو گوئی کز سرِ رگ رستہ مویش

ہمہ تن نای گشتہ حلق و حلقوم
چو زنگی کارغنونی سازد از روم

سیاہ و زرد و شاخی طرفہ سانی
کہ رُستہ ز آبنوسی خیز رانی

دف از دیوار خود حصن حصین است
حصار چوب و صحن کاغذ ایں است

میانِ دستہا پیوستہ گرداں
عجب باشد حصارے دست گرداں

چو بر کف کرد دف زن آں سبق را
بناخن کردہ حک روے ورق را

ز ابریشم نوا باریک زادہ
پدر چوں خود خلف باریک دادہ

نگر در چنگ و بربط فرقِ روشن
کہ ہست آں سر بزرگ وایں فروتن

چو رود بربط آوادادہ بیروں
بط ے کردہ ہر دم گریۂ خوں

نوا گر کاسۂ طنبور خالی
بغایت کاسۂ پر لیک خالی

گراں سر از کدوے خویش طنبور
فروغلطیدہ نے مست و نہ مخمور

یکے تخم کدو سازندہ بر دست
کدو خالی و خلقی زاں کدو مست

برسمِ ہند گونا گوں مزامیر بجانہا بستہ اشکال از بم و زیر
الا ون را رگ از اندام بیروں کدو بر پشت ور گہا گشتہ بے خوں
عجب بیں کو کدو بر خود نہادہ و لیک از چشم خلقے خوں کشادہ
دگر ساز بر نجیں نام آں تال بر انگشتِ پری رویانِ قتال
دو روئیں تن کہ روبا روے در حرب چو دف در پارسی میزان ہر ضرب
کشیدہ بتنکے ہندی فغانے شدہ بتنک زنش چوں ترجمانے
خمیر خام کش بر رو زدہ پست نمودہ صد دقیقۂ پختہ ہر دست
عجب رود از مکیں دنداں نمودہ لبش نی و دہن خنداں نمودہ
ز زہرہ بردہ لحن ہندوی ہوش شدہ مریخ را ترکی فراموش
پری رویاں ہندی جادوے ساز ز لب کردہ در دیوانگی باز
لباسِ دیو گیری شاں تنک دام پری را سایہ نگرفتہ در اندام
بریشم پوش بعضے پرنیاں روے با بریشم دروں در رفتہ چوں موے
گرفتہ چوں پیالہ تال در دست نہ از مے کز سرود خویشتن مست
سرود دلکش از لبہائے خوباں شتاباں سوے گردوں پاے کوباں
برقص و جست خوبانِ ہوا باز نہادہ پاے بر بالاے آواز
پرندہ ہمچو طاؤسانِ والا معلق زن کبوتر ساں ببالا
بجستن فرقِ شاں گفتہ فلک ساے بگاہِ رقص بیزار از زمیں پاے
ہمہ سنگین دلان وسیم سینہ دو رخ در مہر و دو نرگس بکینہ
بخونریز حریفاں زخمہ در چنگ لب اندر آشتی و غمزہ در جنگ
بسے در ہستی افگندہ زبانہا بسے تاراج دادہ خان و مانہا

گہ رفتن بصد ناز آمدہ پیش — بہر گامے ہزاراں اشکنہ بیش
بمژگاں نے یکے صد سینہ سفتہ — چہ غم دارد مرا دزدیدہ گفتہ
نوازش زیر لب تا دست گیرد — کرشمہ در رہا کن تا بمیرد
بہر چشمک زدن کشتہ جوانے — بہر خندہ زدن بر بودہ جانے
ز خال چوں شبہ بر درج مرجاں — بیک کنجد نہادہ نرخ صد جاں
زابروہا کہ قرباں گشتہ جانہا — دوگاں افگندہ در قرباں کمانہا
ز ابروہا دہا کمانکش گشتہ زیں سو — بر آں جانب کند افگن ز گیسو
دو گیسو گرد ہر یک پیچ کردہ — چو مارے گرد صندل پیچ خوردہ
خیال زلف شاں در جانِ یاراں — چو شام اندر خیالِ روزہ داراں
کژی در چشم شاں شور ظریفاں — چو کعب کژ نشیں چنگ حریفاں
ربودہ خواب بیداراں بیک بار — ز چشم نیم خواب و نیم بیدار
حجابت دادہ ابر د را بہ پیغام — اجازت کردہ لبہا را بد شنام
دہن ہائے چو غنچہ گاہ گفتن — گہے در بستن و گہہ در شگفتن
ز نخہائے چو سیب لعل گونہ — نہ چوں سیب دو رنگ ابرص نمونہ
ز زلف افگندہ تا پادامِ عشاق — بر آں پادام بستہ ماہی ساق
عرق کز روے ہر طناز می ریخت — کرشمہ می چکد و ناز می ریخت
بہ نیمے فرق سر پوشِ شفق دام — شفق را نیم، روزے کردہ باشام
ازیں سو دادہ دل ز آں سور بودہ — ازیں سو کشتہ جاں زا نسو درودہ
بجز نظارہ خوباں مہ روے — دگر نظار ہا نیز از ہمہ سوے

بہر جا منجنیقے سر فگندہ
گروہے بر گروہے زر فگندہ

ز زخم ہر گروہے بیست در بیست
یکے کشتہ شدہ واں دیگرے زیست

تہ ہر قبہ حشرے ز عامہ
پرندہ تنگہ چوں در حشر نامہ

ز بس سینہ کہ بر سینہ نشستہ
بد شواری نفس از سینہ جستہ

(مثنوی دول رانی از ص۱۵۶ تا ۱۶۰)

# قرآن وحدیث

## وعظ وتذکیر

فراواں قبہ ہا از اہل پرہیز
شدہ آوازِ قرآں آسماں خیز

بجانہا لحنِ داوٗدی نشاندہ
کتابِ مصطفیٰ بے لحن خواندہ

بنالشہائے شیریں شکر بار
فرشتہ چوں مگس گشتہ گرفتار

(مثنوی دول رانی خضر خاں ۱۶۰)

# تعیین ساعت سعید برائے جلوس

سہ سال آں ساز شادی ساز کردند
کہ گنج ہفت گردوں باز کردند

چو شد عالم ہمہ در زیور و زیب
کلاہِ قبہ ہا بامہ زد آسیب

اشارت شد ز درگہ کاہل تقویم
شمارند اختیارے را بہ تنجیم

فلک سنجان کہ شانرا دور افلاک
بود صفرے بروے تختۂ خاک ق

نہ از رسم اختیارے پیش بردند
کہ بستہ اختراں با خویش بردند

بدیں طالع کہ خواہم گفتنش باز شد اقبال ایں طرب را کار پرداز
مہ روزہ دُر از درجک بروں داد چو روز از مطلع دولت شد آباد
میانِ ذوق بے پایاں دلِ شہر شمار سال دادہ از طرب بہر
کشادہ گویم ایں تاریخ ابجد بسالِ یاز دہ از بعد ہفصد
بروز چار شنبہ مہ سہ و بیست ز روزہ خلق اندر بہتریں زیست
قمر در قوس جا درخواست کردہ کمانِ خدمتے را راست کردہ
عطارد با زحل در جدی ہم دست چو ہندو بر سر بز تیر در شست
ذنب کو ہم پے ایشاں گرفتہ دمِ بز ہمچوں درویشاں گرفتہ
کند تا سبزہائے خاک را تر بد لو افگندہ گردوں چشمۂ خور
بماہے زہرہ کاندر زیر گشتہ برودِ خشک ماہی گیر گشتہ
گرفتہ برّہ را بر جیس در پیش کہ بر سلطان برد قربان درویش
ثبور انداختہ مریخ بارے مہیا کردہ از پرویں نثارے
سعادت راس را بخشیدہ مایہ نشاندہ بر سریر پنج پایہ
تہی ماندہ بسے برج دگر ز اوج کہ پر گوہر کند سلطاں بیک موج
چو ز نیساں شد شمار آسمانے ق بفرخ تر زمانِ کامرانے

(مثنوی دول رانی خضر خاں ص ۱۶۰-۱۶۱)

# روانگی جلوس

شہ و شہزادہ شمس الحق کہ جاوید جہاں را باد چوں تابندہ خورشید
بر آمد بر کمیت تند و پرجوش چناں کز دور او شد چرخ بیہوش

چناں شد بانگ بسم اللہ سوے ماہ — کہ گفتند اختراں الحمد للہ
زحل چوں ہندو از رہ خاک می رفت — فلک بروے ہداک اللہ می گفت
دواں پیش براقش خسرواں شاد — چو گلہائے پیادہ در رہِ باد
بخندہ تیغہا چوں برق درمیغ — بعطسہ آفتاب از خندۂ تیغ
عماریہائے زریں گوہر آمود — ملمع چرخ را کردہ زر اندود
بگردش تیغ و خنجر رستہ رستہ — رہ چشم بد از پولاد بستہ
تو گوئی گردش از تیغ کشیدہ — بگرد لالہ سو سنہا دمیدہ
طبقہائے زر و یاقوت گلگوں — چو روے عاشقاں در گریۂ خوں
زمیں در زیر لولوے خطرناک — تو گوئی ژالہ بارید است بر خاک
بد نیساں کا یزدش یارے گر آمد — بایوانے [illegible] الپخانے در آمد
بر آب سدرہ و طوبیٰ نہالش — نشست اندر میانِ چار بالش
فلک حیراں ز زیبایش ماندہ — گہش سیارہ گہ ثابت فشاندہ
بدور حلقہائے آسمانے — ملک در خواندنِ سبع المثانے
بترقیب آنچناں کاقبال می خواست — نشستند اہل اقبال از چپ و راست
جہاں صد راں شریح آسماں قدر — جہانِ درّ معنی ریخت از صدر
بمقد اے کہ ملکے را بود نقد — بہم بست آفتاب و ماہ را عقد
نثار افگن رسیدند اہل درگاہ — زخرمنہائے گوہر تنگ شد راہ
بہر کس ہدیہ دادند از خزائن — خراجِ مصر و محصولِ مدائن
چو رسمِ کار خیر پادشاہاں — بسر شد بر مراد نیک خواہاں

به آئینے که رفت آنسو سرافراز | بدولت گاہ خود شد ہمبراں ساز
نشستہ بود بیروں سوے خنداں | دروں با در دو داغ درد منداں
برون زر بفت شاہاں گشتہ سازش | دروں چوں زر آتش در گذارش
چو در صدر بزرگاں مجمرِ عود | دروں پر آتش و بیروں زر اندود

(مثنوی دول رانی خضر خاں از ص ۱۶۱ - تا ۱۶۳)

# رسوم شادی

سریرے سر باوج ماہ بردہ | مہش خورشید را از راہ بردہ
نہادہ کرسی بر گوہریں فرش | کہ بود آں ہمسر و ہم پایۂ عرش
بر آں کرسی نشست از رسم شاہاں | چوں بر چرخ آفتاب صبح گاہاں
چناں در بارش آمد گوہر و در | کہ گردوں خواست تا دامن کند پر
ز گوہر نازنیناں را تہ پاے | شد اندر آبلہ پاے گہر ساے
گہر ہاے کہ ہر یک راز امید | ق بصد خونِ جگر پروردہ خورشید
فتادہ ہر طرف بے قیمت و خوار | چو آب چشم عاشق بر درِ یار
ہمی بارید سیاراتِ پر نور | کہ ابراز پیش مہ شد ناگہاں دور
مشاطہ پردہ را از پیش برداشت | ستارہ ز آفتاب خویش برداشت
پدید آمد مہے کاندر نظارہ | دل مہ پارہ شد زاں ماہ پا رہ
نمود از جلوہ چوں بر جبیں در قوس | بہیں دیباچۂ حوران فردوس
براں دیباچہ صنع لایزالی | نوشتہ آیت فرخندہ فالی
برخ ہنگامۂ بستان شکستہ | بلب بازارِ خوزستاں شکستہ

دو زلفش مشک چیں را خونِ و پیوند | دو لعلش تو اماں ہمشیرۂ قند
دو چشم شوخ نے خفتہ نہ بیدار | غلط کردم کہ نے مست و نہ ہشیار
مبارک صبحے از رویش دمیدہ | کزاں چوں صبح مہ دامن دریدہ
نمک دانی بہ تنگے چو دلِ مور | نمک چنداں کہ در عالم فتد شور
از او بفگندہ طاؤس بہشتی | ہزار آئینہ خود را بزشتی
سہے سروے جمال افروز بستاں | چراغِ خانہ و شمع شبستاں
دو صد فتنہ وزارت دار رویش | ہزار آفت نیابت دارِ مویش
ز خوے ناید براں رخسار دیدن | تو گوئی خواست آب از وے چکیدن
بنا زار مشتری آں شکل دیدی | فلک بفروختی نازش خریدی
نہاں در شرم چوں لولو بدریا | بگوہر غرق چوں مہ در ثریا
ہمہ گوہر سزاے تاج جمشید | چراغ افروختہ از شمع خورشید
شد اندر جلوہ چوں خورشید افلاک | عروسِ پاک تن در حجلۂ پاک
بلند آئینہ مہر نمایش | بجلوہ بود در خوردِ نمایش
ولیک آں آئینہ چوں در حمل بود | جمالِ خضر خاں نعم البدل بود

(مثنوی دول رانی خضر خاں از ص ۱۶۸ تا ۱۶۹ و ۱۷۰)

# درس از ہندوے آتش پرست

شنیدم ہندوے آتش پرستے | مگر کز عشق آتش گشت مستے
ز خود بے کالہ بے پیا پے | ہمے برید وے افگند دروے
یکے گفتش چہ مہرست اینکہ جانے | دہی بہر چنیں نا مہربانے

جوابش داد مردِ غم کشیدہ ق کہ اے از سوزِ من دودے ندیدہ

دریغے نیست جاں را پوست دادن نوالہ در دہانِ دوست دادن
کسے کز عاشقی زنیساں نسوزد مدہ پروانہ کیں، آتش فروزد
بدست خود نیم من ورنہ خود را بسوزم از پے نامِ ابد را
کہ گردد ایں حکایت در جہاں فاش و زاں شعلہ رسد داغے باوباش
کہ ناگہ ہندوی آتش بر افروخت مسلمانی دراں چوں ہندواں سوخت
تو تنہائی بزندانِ غم و درد غم اندر کنج تنہائی تواں خورد
اگر دودے بر آری از دل و کام نسوزد کس بجز دیوار یا بام
من اندر دل خورم از بیم اغیار مشعبد دار شمشیر جگر خوار
کسے کو خنجر آشامد بسینہ نگرکش چوں بود با خویش کینہ
بمردن می دہد ہجراں نویدم و لیکن پاے می گیرد امیدم
شب ہجراں اگرچہ تیرہ روز است امید وصل دروے دلفروز است

(مثنوی دول رانی خضر خاں ص ۱۹۵ و ۱۹۶)

# انتخاب

از

# نہ سپہر

نوشتہ ۷۱۸ھ - ۱۳۱۸ء

مطبوعہ

بیپٹسٹ مشن پریس کلکتہ ۱۳۳۷ھ - ۱۹۱۸ء

# ہندوستان

طعنہ زند روم و خراسان و ختن — کیں زمیں از وصف نیر زد بہ سخن

لیک چو من جادوئی ایں ناحیتم — ہست ازاں گونہ بخاطر عیتم

کایزد بخشندہ گرم مایہ دہد — کلک منش در صفت ایں پایہ دہد

کش ز بلندی نگذارم بزمیں — ہم فلکش سازم و ہم خلد بریں

انچہ ستودہ است ستایش چہ دراں — خوب چہ محتاج بگلگونہ گراں

لیک ستودن ہنر آنجا کہ کس — ارغنوں از نغمہ کند بانگ جرس

حکمت و دانائی و برہان و ہنر — و انچہ کہ در ہند معانیست دگر

(مثنوی نہ سپہر ص ۱۴۷-۱۴۸-۱۴۹)

# حب الہند

منصف دانندہ بتحسین کشدش — حاسد پر کینہ بنفریں کشدش

گشت کمال و ہنر من چو عیاں — سود م ازاں نبود و زنیم نہ زیاں

ہست عزیمت چو دریں تحروری — کز پئے ہندم بود ایں جلوہ گری

کش کنم از حجت خالی ز خطا — بہ ز عراقین و خراسان و خطا

مدعی گر زند ایں طعنہ مرا — کز پئے ہند ایں ہمہ ترجیح چرا

دو سببم باعث ایں کار شدہ — کاں دو سبب حجت گفتار شدہ

آنست سبب کیں زمیں از دور زمن — ہست مرا مولد و ماوی و وطن

ویں ز رسول آمده کای زمرهٔ دیں | حب وطن ہست ز ایماں بہ یقین
من حد خود کردم ازیں روی علم | گر وطنے ہست ترا گوئی تو ہم
دومش آں کیں زمین از قطب زماں | ہست چو راجح ز ہمہ ملک جہاں
گرچہ کہ ترجیح براجح نہ روا | از پئے تاکید شد ایں بانگ و نوا
معذرت خود ہمہ دادم چو بروں | ہاں نگر اکنوں روش سحر و فسوں

(مثنوی نہ سپہر ص ۱۴۹-۱۵۰)

# کشور ہند است بہشتی بزمیں

کشور ہند است بہشتے بزمیں | حجتش اینک برخ صفحہ بیں
حجت ثابت چو دراں نیست شکے | ہفت بگویم بدرستی نہ یکے

## حجتِ اوّل

اولش اینست کہ آدم بجناں | چوں ز عصی خستگی یافت چناں
دانہ گندم کہ شدش تخم گنہ | بیں کہ چساں تخم گنہ بست بنہ
زخم عصی خورد بد انساں ز کمیں | کز فلک افتاد بسختی بزمیں
عصمت حق داشت ہمی چوں نگہش | خارهٔ کہسار شد اطلس بجہش
آمدن از خلد بہندش بد ازاں | کاں گل جنت کہ زدش باد خزاں
گر بخراسان و عرب یاری وچیں | یک نفسے بہرہ گرفتی بزمیں
گرمی و سردی خراسان و عرب | وآں بہ ری وچین عذابیست عجب
اوشده پرورده بفردوس دروں | چونش بدی طاقت ایں اندہ چوں

گشت محقق بچنیں وصف متین　　کیں ہمہ ہند است چو فردوس مہین
ہند چو از خلد نشاں بود درو　　ز امر خدایش قدم آسود درو
ورنہ بداں نازکی ارجاے دگر　　آمدی اررنج فتادی بضرر

## حجتِ دوم

حجتے دیگر کہ ز طاؤس کشم　　مرغ خرد را بزمیں بوس کشم
گر نہ بہشت است ہمیں ہند چرا　　از پے طاؤس جناں گشت سرا
ہست چو ایں طائر فردوسی اگر　　بوی ازاں باغ بدی جاے دگر
لابدازیں جاے بداں جاے شدی　　و ز پی رفتن ہمہ تن پاے شدی
بود ہمیں جا چو ز فردوس اثرے　　جانب دیگر نہ فتادش گذرے

## حجتِ سوم

حجتم اینست سیوم گر بشکے　　کامدن مار زباغ فلکی
بود بہمراہی طاؤس وصفی　　قصہ چنیں گفت فقیہ حنفی
لیک جز از ہند دگر یافت محل　　زانکہ ہمہ نیش زدن داشت عمل
گر وطن از ہند شدی حاصل او　　باز بفردوس شدی منزل او
چوں ہمہ آزردن جا بودفنش　　در خور آں شد بزمینے وطنش
ہند کہ صد راحت جاں زاد درو　　مار زیاں کار نیفتاد درو
مار بسے ہست گر اینجا بزمیں　　مار ہماں می طلبد بندہ نہ ایں

# حجتِ چہارم

حجت چارم مگر اینست کہ چوں
زد قدم آدم زحد ہند بروں

بود دلش از پی حوا بہ ہوا
درد وجدائیش نمی یافت دوا

بعد دو سہ روز دراں نو سفرش
چاشت نشد جز بحد شام درش

نعمت فردوس کہ بودش بشکم
از شکمش گشت دراں ناحیہ کم

آنچہ فروریخت از و گشت تلی
راست چو بر رفتہ بہ بالا جبلی

غوطۂ صحرائے دمشق است ہماں
بر ہمہ دانندش ازاں عہد و زماں

گرچہ کہ آں نعمت فردوس بدش
در زمیٔ ہند نشاند نشدش

برد گماں کانست مگر خلد دگر
بد بود اینجا زچناں مایہ اثر

گر نہ بہشت است ہمہ ہند چرا
در حدش آں بار نیفتاد روا

# حجتِ پنجم

حجت پنجم شنوکیں کز ہمہ کس
نزد ہمہ خلق رسیدہ است نفس

کز خوشی وعیش و ہوا ہای گزیں
شہر دمشق است بہشتی بزمیں

گفت خرد پیشہ کہ کردہ نگہش
خلد ہماں یا زبرو یا بہ تہش

ویں ہم از خلق رسیدہ بخبر
کاں طرف آندم کہ نبی کردہ گذر

در نشد و گفت بادت گروم
بی تبع خویش بجنت نروم

باز ہم از اہل خرد گشتہ تعیں
کاں خوشی وعیش دراں تازہ زمیں

ہست اثر غوطہ کہ آدم زدروں
نعمت فردوس در و دادہ بروں

تو ہم ازیں جاے برون بر نہ دگر — نقل دروں کش ز بہشت است اثر
خوش دلی و عیش فزایست چناں — کاں زمی از روح شدہ دار جناں
آدم از دیوان بہشت و طربش — کامدہ بوئ مے و میوہ بلبش
چونکہ بہند آمد ازاں جاے عجب — داد نسیم فرح و طیب طرب
عطر بہشتیش ہمہ تازہ و نو — لخلخہ بود بصد طیب گرو
بیں چہ طرب زای بود آیں گل وگل — بہر نشاط تن و آسایش دل
ہند ہمہ سال کہ گل روی بود — زیں بود و گل ہمہ خشبوی بود
نے چورے ورم کہ گل نیست دراں — جز دو سہ ماہے کہ در آید گذراں
واں ہمہ زاں ساں کہ گل ولالہ نشاں — بوے نداد زیخ و زالہ نشاں

## حجتِ ششم

ہست ششم حجتم کایں ہست خبر — ز احمد مرسل کہ بتحقیق نگر
نعمت دنیا کہ بمانیست سزا — از پے گبران است بہشتی بجزا
وانچہ کہ گہر است دریں عہد ہمہ — ہم بہ بہشت است و مے وشہد ہمہ
گر ہمہ در محنت و رنج است و جفا — آنست برد نعمت و ذوقے بوفا
بس ہمہ حال ز خوبی و بہی — ہند بہشت است باثبات رہی

## حجتِ ہفتم

حجت ہفتم شنو ایں محکم و پر — پیش تو آراستہ چوں رشتہ بدر

کانچہ کہ در ہند مسلمانست بحق
تا بتنش از اثر جانست رمق

گرچہ کہ بر نسبت فردوس نہاں
با ہمہ لطفیش چو زنداں است جہاں

لیک بہند است نسیمیش دگر
کانش دروں می دہد از جنت اثر

زاں سبب خاص بر اصحاب یقیں
ہند تواں گفت کہ خلد است بریں

واں نہ نسیمے است ز باغ ارمے
بلکہ ز اخلاق خلیفہ است دمے

قطب زماں کز کرمش یافت نما
سبزۂ میمونہ مینائی سما

شاہ مبارک کہ جہاں از رخ او
گشت بہشتے چو رخ فرخ او

او ابدی باد بفضل احدے
عالم ازو گشتہ بہشت ابدے

(مثنوی نہ سپہر ص ۱۵۱ تا ۱۵۶۷)

# خوبیِ آب وہوا

ہند چو فردوس شد از حجت من
بہر ہوایش کنوں آیم بسخن

دہ شمرم حجت قاطع کہ درو
بہ زخراسانست ہوا در ہمہ سو

# حجتِ اوّل

اولش آں شد کہ در و آدمیاں
از دمۂ سرد نہ بینند زیاں

شیر صفت مرد بیک توئی قبا
گرم چو شیر است گرش نیست عبا

نے چو خراساں کہ ختن از برف فزوں
سرد پیازیست بدہ شقہ دروں

## حجتِ دوم

دویمست آں کابل خراساں اگر — ہر کہ براں سوست ز سرما شدہ کر

نشنود ایں گفت و بر ایں دار جناں — طعنۂ گرماش زند شعلہ زناں

پاسخ او مانہ کہ پیغامبر ما — گفت بد انسانکہ بود در خورما

آنکہ بگرماست ہماں رنجش و بس — لیک شود کشتہ ز سرما ہمہ کس

## حجتِ سوم

سیومش آں کیں طرف از بیم ہوا — کم طلبد مفلس کم مایہ نوا

کش نہ بدل پری سیمی گذرد — گاہ دلیش ہم بگلیمے گذرد

ہندوے دہقاں بکہن چادر کی — شب بچراگاہ برد با خر کی

بر لب جو ز آب خنک برہناں — غسل کنند آخر شب غوطہ زناں

خود گہ گر ما نبود شاں غم خز — سایۂ شاخے بس و از کلبہ دو گز

## حجتِ چہارم

چارم شان کیں طرف از سبزہ وگل — ہست ہمہ سال بہار و گل و مل

نے چو خراساں کہ دوسہ ہفتہ گلش — آمد و بگذشت چو سیلی ز پلش

پنجمش ایں کاں گل شاں روی بروی — رنگ خوش و چوں گل بابونہ درو

## حجتِ ششم

ہست شش ایں کاندک اگر پوست دراں — خشک شود بوزنند زو بکراں
دیں گل ما بعضے اگر خشک شود — طبلہ دروں نافہ از مشک شود

## حجتِ ہفتم

ہفتمش آں کاں طرف از میوہ تر — نیست چو امرود چو انگور دگر
می کندم پاسخ ایں ہر دو کری — نغزک و موزی و نباتی بمری
میوہ دگر کم نگری کز محلش — لاچی و کافور و قرنفل بدلش

## حجتِ ہشتم

ہشتمش آں شد کہ بسے میوۂ شاں — ہست بہند و سوئے شاں زیں نہ نشاں

## حجتِ نہم

ہست نہم آنکہ دریں کشور خوش — ہست دو تحفہ کہ بود نادرہ وش
میوۂ بے ختہ کہ نبود بجہاں — برگ کہ چوں میوہ خورد مہماں
موز ہماں میوۂ بے ختہ نگر — برگ ز تنبول نگر نائب خور

# حجت دہم

هست دهم آنکه چوں تنبول گزیں | میوه نباشد بهمه روے زمیں
کاہل شکم ذوق نگیرند دراں | جز همه مهتروش و مهتر پسراں
خاصهٔ آں نیست برائے همه کس | جز ز پئے قطب فلک پایه و بس

(مثنوی نہ سپہر ص ۱۵۸-۱۵۹-۱۶۰-۱۶۱)

# علومِ ہند

گشت چو ثابت که بهند است هوا | نائب جنت ز بسے برگ و نوا
گرچه ز فردوس فروتر نهمش | از همه آفاق نکو تر نهمش
چوں که بحجت در رجحان زنمش | هر چه دگر عرصهٔ برهاں زنمش
چوں بهر اقلیم که جنبد قلمے | نیست به از دانش و حکمت رقمے
اول ازیں پایه سخن تازه کنم | پس روشے در دگر اندازه کنم
نیک بداں در تو ندانی بیقیں | آنچه نمایم منت از هر زه مبیں
وانکه دریں عرصهٔ پوشیده دروں | دانش و معنی است ز اندازه بروں
گرچه بحکمت سخن از روم شده | فلسفه ز آنجا همه معلوم شده
لیک نه هند است ازاں مایه تهی | هست در و یکیک از اندیشه بهی
منطق و تنجیم و کلامست درو | هر چه که جز فقه تمام است درو
فقه چو شد جائزهٔ دین هدی | ناید ازیں طائفه زاں گونه ندا
علم دگر هر چه ز معقول سخن | بیشترے هست بر آئین کهن
بر همنے هست که در علم و خرد | دفتر قانون ارسطو بدرد

وانچہ طبیعی و ریاضیست ہمہ — ہیات مستقبل و ماضیست ہمہ

رومی ازاں گونہ کہ افگندہ بروں — بر ہمناں راست ازاں مایہ فزوں

لیک از ایشاں چو نجستہ است کسے — آں ہمہ در پردہ بماندہ است بسے

من قدرے بر سر ایں کار شدم — در دل شاں محرم اسرار شدم

ہر چہ باندازۂ خود رمز خرد — جستم ازاں قوم نبود از در رد

گرچہ محالات ہم آرندگاں — لیک ازیں گم خرداں کنندگاں

آنکہ شناسات بداں کم سخنش — کا گہی ہست ز راز کہنش

جز بالٰہی کہ دراں عرصہ دروں — عقل زبون است و خرد مند نگوں

ہندوی تنہا نہ دراں روشدہ گم — فلسفہ را نیز دراں صد شتلم

گہ کندش علت و معلول رقم — گاہ چو او گفتہ جہاں را بقدم

ہست صد دیگر ازیں گونہ کزاں — ہندوی گمرہ شدہ انگشت گزاں

نیست ہنوز ارچہ کہ دیندار چو ما — ہست بسے جاے باقرار چو ما

(مثنوی نہ سپہر ص ۱۶۱-۱۶۲-۱۶۳)

# تصور وحدانیت ہنود

معترف وحدت و ہستی و قدم — قدرت ایجاد ہمہ بعد عدم

رازق ہر پر ہنر بے ہنرے — عمر برو جاں دہ ہر جانورے

خالق افعال بہ نیکی و بدی — حکمت و حکمش ازلی و ابدی

فاعل مختار و مجازی بعمل — عالم ہر کلی و جزوی ز ازل

ایں ہمہ را گشت تحقیق مقر — نے چو بسے طائفہ بر کذب مصر

(مثنوی نہ سپہر ص ۱۶۴)

# فضیلت ہندوواں بر دیگراں

ہندو ازاں طائفہ بسیار نکو کش نہ گمانیست بدا دار نکو
سلب وجودش سخن دہریٔ خس برہمن از ہستی او راندہ نفس
از مثویہ بدوئی رفتہ سخن گفتہ یکے ہندو و منکر نہ بکن
عیسویاں روح و ولد بستہ برو ہند و ازیں جنس نہ پیوستہ برو
قوم مجسم رقم جسم زدہ برہمناں نے دم ازیں قسم زدہ
اختریاں ہفت خدا کردہ یقیں ہندوی توحید سرا منکر ازیں
عنصریاں چار خدا بردہ گماں گفتہ یکے ہندو و ثابت بہماں
قوم مشبہ سوے تشبیہ شدہ ہندو ازیںہاش بتنزیہ شدہ
خلق دگر نور و ظلم خواندہ بدل ہندو ازیںہا ہمہ پیوند گسل
و انچہ کہ معبود برہمن بفرق معترف است او کہ نہ مثلی است زحق
سنگ و ستور و خر و خورشید و گیا ہر چہ پرستند باخلاص و ریا
گفتہ کہ مخلوق خدایست ولے دیو و یا صورت دیو است بلے
شاں چو پرستند دیو ند ہمہ طاعت او را نہ بریو ند ہمہ
معتقد انند بہ تقلید دراں کانچہ رسیدہ است بما از پدراں
ما نتوانیم ازو دور شدن خود نتواند سیہی نور شدن

(مثنوی نہ سپہر ص ۱۶۴-۱۶۵-۱۶۶)

# اسبابِ فضیلت ہند

حاصل از آنجا کہ زد ایں طبع کہن — در حق ہند از رہ ترجیح سخن
تا نبود در سخن بندہ شکے — حجت ایں گفتہ دہ آرم نہ یکے

# حجتِ اول

اولش آں شد کہ دریں ملک دروں — علم ہمہ جاست ز اندازہ فزوں
لیک دگر جاے ندارند خبر — زانچہ کہ در ہند علوم است و ہنر

# حجتِ دوم

ہست دوم آنکہ زہند آدمیاں — جملہ بگویند زبانہا بہ بیاں
لیکن از اقصائے دگر ہیچ کسے — گفت نیارد سخن ہند بسے
ہست خطا و مغل و ترک و عرب — در سخن ہندئ ما دوختہ لب
ما بدرستی سخن ہر ہمہ را — زاں نمط آریم کہ راعی رمہ را
ایں مثل آنست کہ داریم تواں — تا کہ بگیریم دگر ملک رواں
زہرہ نباشد دگرے را کہ گہے — از سر قوت کند ایں سونگہے
از رہ دعوی مگر تندی شاں — زیر کی ما نگر و کندی شاں

## حجتِ سوم

حجت سویم شنو از من بخرد — کاں زرہ عقل قبولست نہ رد
کایں طرف از ہر طرفے اہل ہنر — در طلب علم و ہنر کردہ گذر
لیک بتحصیل حکم بہر شرف — برہمن از ہند نشد ہیچ طرف
نیست نہاں آنکہ سوئے ہند نگر — کرد ابو معشر دانندہ گذر
او بزمیں بود ستارہ شمری — کش ز فلک مثل نیامد دگرے
آمد و دہ سال در آموخت سخن — در حد با ناری آں شہر کہن
پس فن تنجیم بیاموخت چناں — کز حکما برد دریں شیوہ عناں
ہست یقیں آنکہ دریں علم کسے — نیست چو او تجربہ کر دند بسے
او رقم خود کہ نمودہ است ہمہ — آں ز سیاہی ہنود است ہمہ

## حجتِ چہارم

حجت چارم رقم ہندسہ بیں — کاہل جہاں وضع ندیدند چنیں
عقل ہمہ تختۂ خاک ار نگرد — رہ بچنیں تحفۂ حکمت نبرد
ہم بیکے صفر کہ نقشے است تہی — بیں چہ رموز است چو خطیش دہی
علم ریاضی کہ خرد شد خوش ازو — وضع مجسطی شد و اقلیدس ازو
آں ہمہ علم وعددش زیر و زبر — زیں رقم ار نیست خط صفر شمر
خاک دریں تختہ فگندہ حکما — کیں رقمش ہست کما کان کما
واضع ایں تخت اسا نام یکے — بود برہمن کہ دریں نیست شکے

هند اساشد چو از و نام عدد — هندسه تخفیف شد از اہل خرد
وضع وی از برہمن و نادره بیں — حکمت یوناں شده محتاج بدیں
پاے مگس یک رقم و یاسر او — چرخ زنانے شده فرمان براو
چوں حکما جمله از و جسته مدد — پس همه شاگرد برہمن بعدد
شاں همه شاگرد برہمن بنشاں — برہمن آزاد ز شاگردیٔ شاں

## حجتِ پنجم

حجت پنجم به بیاں شرح کنم — مدعیاں را بخرد جرح کنم
دمنه کلیله زدود دام سخن — وانکه هم از هند مثالیست کہن
گر نه بدی حسن به پروازش آں — کے شدی آفاق خوش از سازش آں
گشت چو بوده است بمعنی ہنرے — پارسی و ترکی و تیزی و دری
وضع وے از هند و زبانہایٔ دگر — جلوه گر او به بیانہاے دگر
حکمت ازیں به چه بود کز همه سو — سویٔ وے آرند حکیماں همه رو

## حجتِ ششم

حجت شش بازی شطرنج شنو — رنج که از سینه برد رنج شنو
هست از هم هند یکے وضع گراں — ایں فن طرفه که در و نیست کراں
گر بدے اندازهٔ اقلیم دگر — وضع شدی جاے ز ارباب ہنر
خاصه ہر مہره خرامی و خزی — عالمے از حکمت و دقت بگزی
زو حد و اندازه بجستند بسے — غایت و پایانش ندانست کسے

چوں ہمہ گشتند باجماع زبوں — کیں چنیں از صورت امکانست بروں
برتری از ہند بجستند ہمہ — معترف عجز نشستند ہمہ

## حجتِ ہفتم

حجت ہفت آنست کہ آں ہر سہ ہنر — ہندسہ و دمنہ و شطرنج نگر
خلق جہاں راست چو دستور شدہ — رونق بر خانۂ معمور شدہ
جملہ جہاں زیں دو سہ ترتیب گزیں — فائدہ گیری بود از ہند زمیں

## حجتِ ہشتم

حجت ہشت آنکہ سرود خوش ما — کوست بسوز دل و جاں آتش ما
ہر ہمہ دانستہ کہ در جملہ جہاں — نیست بریں گونہ و ایں نیست نہاں
زانکہ بس نغمہ سرا از ہمہ سو — آمد و آورد روشہاے نکو
آں ہمہ زینجا بگر فتند یگاں — تیز دویدند در و تیز نگاں
ساختہ ہم گشت بر ایشاں قدرے — زاید ازاں زاد بسازش ہنرے
لیک رسیدہ بحد ہند دروں — گرچہ کہ سی سال و چہل ماند فزوں
زہرہ نبودش کہ یکے صوت سبک — گرم بگیرد ز چہ از طبعِ خنک

## حجتِ نہم

حجت نہ آنست کہ از نغمۂ تر — تیر خورد آہوے صحرا بجگر
رفت چو در گوش دروں بانگ ترش — در رسد آہو کہ نباشد خبرش

دیدہ چو ہندوش کہ او ماندہ ز دو | ایں قدرے گویدش از مہر کہ رو
او چو نیارد شدن از بے خبری | از نے تیر آوردش زخمہ گرے
دوختۂ زمزمہ بے تیر و کماں | جاں دہد از زخمۂ آں ہم بزماں
ور تو بگوئی کہ شترہم بعرب | رہ رود از بانگِ نوازش بطرب
در روش ہر دو اگر گوش نہی | گوییت آں فرق گر انصاف دہی
اشتر ہشیار بتگ راہ برد | و آہوئے بیہش نرود تا نمرد

# حجتِ دہم

حجت دہ آنکہ چو خسرو بہ سخن | سحر گری نیست تہہ چرخ کہن
او چو زہند است و ثنا گستر شہ | قطب جہانش بکرم کردہ نگہ
گرچہ عطارد بتہ آید ز فلک | زیں دم صدقش نبود شبہہ و شک

(مثنوی نہ سپہر از ص۱۶۶ تا ۱۷۲)

# زبانہائے ہند

شد سخنش خاصکیاں را چو زبر | عامہ گرفت و بجہاں گشت سمر
ہند ہمیں قاعدہ دارد بہ سخن | ہندوی بود است در ایام کہن
غوری و ترک آمد و شانرا بدہاں | پارسی بود پدیدار و نہاں
خلق چو پیوستۂ شاں شد کہ و مہ | پارسی آموخت ہمہ کس بدو بہ
و انچہ زبانہائے دگر بودہ ہمہ | از حد خود راہ نہ پیمودہ ہمہ

ہست چو تعلیم خدای آں ہمہ را — گفتن بد نیست سزا آں ہمہ را

چوں عربی کزپی قرآں سرہ شد — گاہ فصاحت بجہاں نادرہ شد

جملہ زباں ہاے دگر ہست یکے — ہست دگر گونہ بہر یک نمکے

ایں بفغاں کاں منت از ہمہ بہ — واں بگماں کاں من از جملہ فرہ

ہر کسے اندر قدح خود شدہ گم — کس نہ ترش رو کہ مرا سر کہ بخم

الغرض از پارسی و ترک و عرب — بیہدہ باشد کہ کنم دل بطرب

من چو زہندم بود آں بہ کہ کسے — از محل خویش بر آرد نفسے

ہست دریں عرصہ بہر ناحیتے — مصطلحے خاصہ نہ از عاریتے

سندی و لاہوری و کشمیری و کبر — دھور سمندری و تلنگی و گجر

معبری و گوری و بنگال واود — دہلی و پیرامنش اندر ہمہ حد

ایں ہمہ ہندویست کہ ز ایام کہن — عامہ بکار است بہر گونہ سخن

لیک زبانیست دگر کز سخناں — آنست گزیں نزد ہمہ برہمناں

برہمنش داند و ہر برہمنے — تیز نداند حد ز انساں سخنے

سنسکرت نام ز عہد کہنش — عامہ ندارد خبر از کن مکنش

زانکہ درو ہست نمطہائے عرب — از علل و نحو و زتعریف و ادب

چار کتاب ست بدیں بدشاں — کاصل عمل شد بقبول و ردشاں

چار بیدش نام زدیواں سمرے — کہ او نہ دہد بید صفت ہیچ برے

زانچہ تعلق بعبارت گرے — دارد و آئین ہنر گسترے

ہر چہ دگر قصۂ و افسانۂ شاں — با کتب و نامۂ و پروانہ شاں

حرف وے آنجا بود از برہمناں — و از ادب آموختہ دانستہ فناں

(مثنوی نہ سپہر از ص ۱۷۸ تا ۱۸۱)

# سنسکرت برتر ز دری

آنست زبانے بصفت در دری ‏ از عربی کمتر و برتر ز دری

گرچہ کہ شیریں است دری وشکریں ‏ ذوق عبارت کم ازاں نیست دریں

ہر کہ بتحقیق بداند حق آں ‏ بیش نگوید ز کم و مطلق آں

(مثنوی نہ سپہر ص ۱۸۱)

# جانوران ومرغہائے ہند

حجت گفتار چو گفتم قدرے ‏ گوش کن اکنوں فن ہر جانورے

از پے رجحانست دلیل دگر آں ‏ کانچہ کہ از جانوران است در آں

حاسۂ شاں ہست بنزدیک خرد ‏ حجتش ایں دل نہ یکے دہ شمرد

## (۱) طوطا

اولش آنست کہ چوں در نگری ‏ مرغ وے انسانست بنطق بشری

طوطی ازیں جاست یکے جانورے ‏ ہمچو دگر جانوراں نے بشرے

بیں سخنش بر صفتِ آدمیاں ‏ ہر چہ شنیدہ است بگوید بہ بیاں

فاتحہ واخلاص و دعا در دہنش ‏ با من و تو ہمچو من و تو سخنش

## (۲) شارک

مرغ دگر شارک ہندیست عجب — مرغ چناں نے بعجم نے بعرب
مرغ کہ او فصل بخواند ز نوا — نطق وے از فضل نہی ہست روا
گفت وے از گفتن طوطیست فرہ — کش بزباں نیست بسے پیچ و گرہ
دومش آنست کہ تعلیم سخن — در حق مرغاں کہ بکن ایں و مکن
ز آدمیاں کار شگرفست و نوی — جز بحد ہند دگر کم شنوی

## (۳) زاغ

ہست سیوم آنکہ بتعلیم و ہنر — منطق مرغاں ہمہ شاں گشتہ زبر
در سخن زاغ بسے دفتر پر — کردہ کہ چوں زادہ شود زاں شبہ در
گر بہ بلندی گذرد نغمہ زناں — یا سوئے پستی رود آوازہ کناں
یا بزمیں سودن منقار کند — یا بہوا خوردن مردار کند
یا بدرختے ترو یا شاخِ کہن — دارد اثر ہر چہ کہ گوید ز سخن
تجربہا رفتہ دریں شیوہ بسے — غالب از آنہا کہ نشد پیش و پسے

## (۴) کنجشک

چارمش آں شد کہ ز کنجشک سیہ — نیز عجبہا است کہ کردند نگہ
جنبش و پرواز و نوائے و خوری — کو کند آرد ز نہانہا خبری

مرغ محقر کہ بمیرد بتفک — طرفہ سوادیست ز خطہای فلک
بسکہ دریں دانش باطل نہ بحق — تجربہ کردند و نبشتند ورق

## (۵) مرغ پر ہنر

پنجمش آں شد کہ بسے مرغِ دگر — در حد ہند است پر از رمز و ہنر
یا بسخن یا بدوش یا بہ پرش — ہر یک از آنہا کہ تعین است اثرش
معنی بر مرغے اگر قصہ کنم — دردہ و دود نامہ نگنجد سخنم

## (۶) طاؤس

ہست ششم آنکہ ہم از ہند زمیں — خوبی طاؤس یکے نادرہ بیں
قدر سہ گز دم بزمیں کردہ کشاں — آئینہا در دم او نور فشاں
ز آئینہ یک حسن عروساں شدہ دو — آئینہ او صد و صد حسن درو
جلوہ کند در زر و زیور شدہ گم — چتر زمرد بسر آوردہ زدم
تاج زرش بر سر از انگونہ کزاں — مرغِ سلیماں شدہ انگشت گزاں
ہدہد اگر چند کند تاجوری — درچہ خروسیست ہم از تاجِ سری
تاج در آنجای کہ طاؤس بود — افسرِ شاں، نامۂ ناموس بود
پاے سیہ کردہ رقیب تن خود — تا بجمالش نرسد دیدۂ بد
موزہ کہ پوشیدہ ز کیمخت سیہ — دیدۂ بدراز لکد کردہ تبہ
حیف بود آنکہ کند کوب سری — چرخ کلہ در بچنیں تاجوری
ہر ہمہ دانند کہ پیدا و نہاں — نیست چنیں مرغ در اطراف جہاں

# (۷) طرفگیِ طاؤس

ہفتمش اینک سخن طرفہ شنو　　کایں خبرے شہرۂ ہند است نہ نو
آنکہ چو طاؤس در آید بہوس　　جفت نگر دد چو بط و مور و مگس
جلوہ کند بر صفت سیم براں　　مادہ گردش دو سہ دروی نگراں
او درِ اشک افگند از دیدۂ پر　　مادۂ بمنقار رباید ہمہ دُر
چوں خورش مادہ شد آں مادہ نر　　بیضہ شود مادۂ و نر بخشد اثر
خلق چنیں مرغ کجا دیدہ بود　　کاب منی دادنش از دیدہ بود
خوش خضری کاب چو ہر کس خوردش　　چشمۂ چشم آب حیات آوردش
یک عجب اینست دریں طرفہ زمیں　　باورت ارنیست بہندی آئ و ببیں

# (۸) بگلہ

ہشتمش آنست حد جالہ دروں　　قلب غیاثی چو مہی کرد سکوں
دیدہ شد اندر قفسے کردہ یلہ　　شارک و طوطی و سیو مشاں بگلہ
ویں بگلہ طائر ہند است بسے　　پارسیش نام نہ گفت است کسے
داشتہ پیش بگلہ خمرۂ گل　　ہر سہ بنظار گیاں داشتہ دل
طوطی از آنجا کہ بگفتست فرہ　　گفتہ بہندی کہ یکے کودہ بدہ
شارک گویندہ ہمیں گفتہ کہ ہاں　　کودہ دہش تا چہ کند ہم بزماں
ہر کہ دہد کودہ رباید بگلہ　　پس کند آں را بتہ خمرہ یلہ
ہر کہ بنظارۂ ایشاں گذرد　　زیرکی مرغ و معلم نگرد

# (۹) مرغکِ سقا

ہست نہم آنکہ بدیدیم دگر — زاں سوی لکھنوتی و بہروزہ نگر
مرغکِ سقا بمیانِ قفسے — دلو و یکی خمرہ در و آب بسے
مرغ بمنقار کشاں رشتہ بروں — ثمد چو از و دلو فرو ہشتہ بروں
ہر چہ کشد رشتہ بگیرد تہ پا — تا ز تہ خمرہ رسد دلو بجا
چوں برسد آب خورد مرغ درو — باز گذارد کہ رود باز فرو
مرغ بریں آب کہ اندیشہ کند — کادمی آسا ہنر و پیشہ کند
ہست دہم آنکہ شناسای عمل — کردہ بیک جاہ و مخالف بحیل
من بنظر دیدہ ام و خلق بسے — کردہ بیک خانہ دروں بوالہوسی
گربہ نگہباں کبوتر بکمیں — چوں بسر بدرۂ زر مرد امیں
جستہ کبوتر بسرش لعب کناں — در سرو در دیدۂ او نوک زناں
او بمثل گربۂ بیداست مگر — کش نبود از لگد مرغ خبر
گربۂ دیگرار از آنسو گذرد — نعرہ زناں جانب او حملہ برد
زہرہ ندارد دگر گربہ گہے — سوی کبوتر کند از بیم رہے
پرسشے از خصم نمودم کہ چہ ساں — کردہ شد ایں شعبدۂ بوالہوساں
گفت بہانہ است دگر جملہ نفس — عدل خلیفہ است دریں پایہ و بس

# جانورانِ دیگر

حجت بسیار شد اکنوں نہ کنم — پنج بگویم بس و افزوں نہ کنم

# (۱) جانورے کہ مانند آہو می شود و او بانگ مثل شغال می زند

اولش آں شد کہ دگر جانوراں
هم خبر آرند بصاحب خبراں
چوں روش آہو و تاثیر درو
بانگ شغالاں و ہم وزیر درو
ہندوئ دانا کہ کند شرح بما
گر نبود راست بود راست نما
من شدہ بودم دریں آگہ بہ حدے
کم خبرے بود ز مرغے وددی
تجربہ ہم کردہ کہ دیوان بچہ ساں
گفتہ ز ایشاں خبر نو یکساں
دیدہ رموزی کہ گرش حد بکنم
پوست کشادہ دو مجلد بکنم
لیک چو منع است بدین نبوی
گوش فرو بستم ازاں بد شنوی

# (۲) مرکب پاکوب

دومش آنست کہ حیوانِ دگر
ہم کند از فہم ہنرہائے بشر
مرکب پا کوب اصولی بزند
بوزنہ در دانگ و درم فرق کند

# (۲) بز

بز بسر چوب نہد چار سمش
جنبش موزوں کند از نغمہ دمش
سیومش آموزش تعلیم گری
کادمی گردد از و جانورے

# (۴) بوزنہ

چارمش آں شد کہ از ہند زمیں — بوزنہ را جانورے نادرہ بیں

آدمی از صورت وگیرا بد و جائے — قوت گیرائیش از دست و زپائے

حس سلیمش چو نمودار خرد — کار بیاموزد و فرماں بہ برد

حصہ در و جانورے و بشرے — مرد میش لیک کم از جانورے

خواندہ حکیمش چو فگندہ نظرے — جانورے زیرک و ناقص بشرے

مردمِ ناقص کہ کند کار دداں — ایں دو ازو بہ بدل پر خرداں

# (۵) پیل

پنجم آں پیل کہ حیوانست ولے — بہ ز کسے دارد از انساں عملے

ہیکل ازاں گونہ توانا دگراں — زیرکی افزوں ز دگر جانوراں

ہر چہ بفرمائی و گوئی بکند — گفت تو جوید چو بجوئی بکند

سوزن افتادہ بچیند ز زمیں — لقمہ دہی کیں مخوری باشد امیں

بیشتری فہم شود کن مکنش — بیشترے وصف بشر جز سخنش

گر ہمہ اوصاف کنم یاد ازو — دفترے پر شرح تواں داد ازو

(مثنوی نہ سپہر از ص ۱۸۱ تا ۱۹۱)

# فسون گریِ ہند

ہست نمودار عجب نیز بسے — کاں زدگر ملک نگفتہ است کسے
قصہ شود گویم اگر بیشترے — لیک ز مشہور بگویم قدرے
ہست نخست آنکہ دریں عرصہ دروں — مردہ کند زندہ فسوں گر بفسوں
ایں سخن اثبات موجہ طلبد — رہبرم آں را کہ دریں رہ طلبد
مار گزیدہ کہ نخیزد بزماں — از پس شش ماہ زیانند ہماں
بر رخ آبی کہ سوی شرق رود — تند پرانند کہ چوں برق رود
چوں بحد کامرو افتد گذرش — رقیۂ استاد کند جانورش
نوع دگر اینست کہ بر برہمناں — سحر وفسونے بہ نہاں ہست چناں
کاں بسر کشتہ تازہ چو دمد — کشتہ شود زندہ اگر او نرمد
قصۂ آیندہ کہ پرسند ازو — گوید اگر خلق نترسند ازو
و نیست از آنجا کہ درونِ سر او — می نخزد دیو کہ ہست آں خور او
تاش درستست زباں ہست سخن — سودہ شود زو طلب گفت مکن
طرفہ دگر آنکہ بہنجار و حیل — عمر فزایند کہ نفتد بخلل
ویں بود آں گونہ کہ چوں بر ہمہ کس — راتب ہر روزہ شمردہ است نفس
آنکہ کند خوبہ نگہبانیٔ دم — بیش زید دم زدنش گشت چو کم
جوگی دم گیر بہ بت خانہ دروں — زاں زید از سی صدو دویست فزوں
طرفہ دگر کز دم بینی بہ ہنر — باز نمایند ز آیندہ خبر
بستہ کشادہ بچپ و راست نفس — اند کے از غیب خبر گوید و بس

دیگرش آنست کہ روح از تن خود — در دگر اندام برند از فن خود
در حد کشمیر بکہسار درون — ہست ازینہا بہ بسے غار درون
دیگرش آنست کہ دانند شدن — گرگ و سگ و گربہ بمانند شدن
دیگرے انشد کہ ربایند بفن — خوں ز تن و باز در آرند بہ تن
ایں ست دگر طرفہ کہ بر پیر و جواں — ناوک وہمی برسانند دواں
طرفہ دگر آں کہ چو مرغاں بہوا — اوج برآرند و بعقل ایں نہ روا
ہست دگر آنکہ بنیروئی فسوں — غرقہ نگردند بغرقاب دروں
گر بہ جوالی بنشانند گراں — غرق محالست گراں تا بکراں
طرفہ دگر آنست کہ باران ونمش — زابر بہ بندند وکشایند ہمش
ہست دگر سرمہ کہ چوں از ہوسے — کرد کسے ننگردش ہیچ کسے
ہست بسے زیں نمط بو العجباں — کاں نرسد جز بنگہبان زماں
آنکہ بدید ایں سر از وبر نکند — وانکہ ندید ایں ہمہ باور نہ کند
ایں ہمہ افسوں وفسانہ است ولے — راست یکے ہنست کہ گوئی تو بلے

(مثنوی نہ سپہر از ص ۱۹۱ تا ۱۹۴)

# جذبۂ وفا زنان و مردانِ ہند

ہست عجب مردن ہندو بوفا — مردنش از تیغ و ز آتش بجفا
زن ز پی مرد بسوزد بہوس — مرد زبہر بت ویا منعم و بس
گرچہ در اسلام روانیست چنیں — لیک چو بس کار بزرگ ست بہ بیں
گر بشریعت بود ایں نوع روا — جاں بدہند اہل سعادت بہوا

(مثنوی نہ سپہر از ص ۱۹۴ تا ۱۹۵)

# تلقینِ اوصاف حکمرانانِ ہند

پنج بنا شرط جہانداریست
آید ازو کش ز خدا یار یست

اولش آنست کہ در کار تخت
رائے بود محکم و تدبیر سخت

کار گذاران بشہ کام گار
باز نمایند سر انجامِ کار

دومش آنست کہ عزم و سکون
بر محل افتد زدرون و بروں

سیومش آنست کہ در حزم خویش
دور کند پردۂ غفلت ز پیش

آنکہ سر خویش ندارد نگاہ
کے سر غیرے رہدش در پناہ

چارمش آں شد کہ بانصاف و داد
تازہ کند گلشن دیں را سواد

تاکہ ومہ ز اہل خراش و خروش
نشنود آواز تظلم بگوش

پنجمش آں شد کہ نماید مدام
جہد در آسودگی خاص و عام

بر ہمہ دارد بہ بیابان و کاخ
جا خوش ورہ ایمن و نعمت فراخ

آنچہ بفہرست رقم یافت چست
باز نمایم بہ بیان درست

(مثنوی نہ سپہر ص ۲۹-۲۲۸)

# تلقینِ اوصافِ لشکریانِ ہند

اولش آں شد کہ بنفس صبور
از سنن و فرض نباشند دور

و اوفتد شاں بہر خدا صفدری
نے ز پی غارت و نامِ آوری

در دہ درہ رفق و مادم کنند
داشتلم لشکریاں کم کنند

ور تو بتاراج بری خرمنے — خرمن تو نیز برد دشمنے
با ہمہ نیروئ قوی پائگاں — کشت رعیت مچراں رائگاں
خوشہ کہ ہند و ز جگر دادہ آب — در جگر اسپ تو نبود صواب
بہر فرس میل گیاہے مکن — تو سر خود بر سر کاہے مکن
کہ کہ زنا وجہ دہی رخش را — از عدم آں سوئ خورد بخش را
رخش زنا وجہ مبیں فربہ است — لاغرئ و فاقہ بسے زیں بہ است

(مثنوی نہ سپہر ص ۵۸-۲۵۶)

# تلقینِ اوصاف باشندگانِ ہند

مرد چو در دل شود ایزد شناس — ہر ہمہ راز و بدل آید ہراس
ہیبت پیراں بہ تعبد بود — نور جواناں بہ تہجد بود
گشت مصلا چو تہ پای فرش — دل شود از کرسی معنی چو عرش

..................

حلم وسکوں سیرتِ فرزانگی است — خشم و غضب مایۂ دیوانگی است
اند کے از خشم باہل دروں — یا تیغ خانہ نگیرد زبوں
آتش اندک پزدت دیگ و ناں — شعلہ چو بر رفت بسوزد جہاں
خار توانی چو بسوزن کشید — تیغ نشاید چو تہمتن کشید
خشمے اگر سرز تو بری کند — در دگرے نیز اثر می کند
شعلہ بمشعل نہ بخود در گرفت — کاتشش از شعلۂ دیگر گرفت
چوں تو زباں برکشی وغیر نیز — خستہ ز دو تیغ شود دو عزیز

وانکہ بدیوار زند مشت خویش | زخم زند لیک بر انگشت خویش
سنگ سکونت نہ بہر گل بود | حسن معیشت نہ بہر دل بود
سہل مداں تن بسکونت گری | کانیست بہیں قوت پیغمبری
گرگ وسگ اندر غضب خودگم است | آنکہ کم آزار بود مردم است
دیں غضب و خشم نیاید یسیر | جز بخیانت گریٔ مال غیر
ہر چہ بمشت کسے دیگر بود | سنگ شمر گرچہ کہ گوہر بود
ہر کہ بکالائی کسے دست برد | از مے خونِ دل خود مست مرد
دین ز دیانت شود آراستہ | خاین از ادبار شود کاستہ
در حسد مال کساں ہم مجوش | نیست قبا زاں تو بر خود مپوش
از پی خوردی کہ نہ بہر تر است | جوش تو چوں دیگ براے چراست
ایں نہ خراشیست کہ از زخم تیغ | خواجہ خورد نعمت و حاسد دریغ

ہیچ بدی دردل و جاں بداں
چوں حسد و خشم و بخیلی مداں

(مثنوی نہ سپہر حضرت امیر خسرو ص ۶۵-۲۶۴)

---

انتخاب

از

# نہایۃ الکمال

نوشتہ بعد از ۱۳۲۵ھ-۱۹۰۷ء

مطبوعہ

مطبع قیصریہ دہلی ۱۳۳۲ھ-۱۹۱۳ء

# دیوگیر

ادب نباشد اگر جنبش لقب گویم    ولے بفرق نگویم کہ جنت شداد
مثلث او ز حیاتِ مثلث افتادہ    دو نصف جنت شداد ربع سبع شداد
بہ پشت کوہ دریں آسماں گرفتہ بلند    گرفتہ او ہمہ بر آسماں بشکل و نہاد
زقولِ ثابت حق ”والجبال او تادا“    پناہ یافتہ آں قلعہ کا ستوانہ ستاد
ولایتش زکرامت شدو زقوت دیں    کہ استوار نشستہ بحفظ او اوتاد
شکوہ کوہ زیادت زحد بدست گہش    چو سبق دانش نعماں بدست ابن زیاد
ہمہ عبارت شیریں بسنگ لبیدہ    چو جوے شیر کہ لیلیٰ بہ تیشہ فرہاد
بگرد گرد نگر سنگہاش گرد شداست    یکاں یکاں دل رایانست جملہ در بنیاد
بندست لنگر فرشتہ ہر سنگش    زبس کہ گشت بدل کفر آں زمین آباد
دور مکانش از مادہ و زکور شدہ    عروسگانِ حصار سپہر را داماد
ز استواری وے زخم مغربی ویست    چہ نوش بزم بود بر لب بتِ نوشاد
زمینش گشتہ نمازی چو خاک از خورشید    ز بسکہ کردۂ از نور شرع لوث فساد
بہفت خواست شدن از نہایت اسلام    بداں صفت چنیں آراستہ کنند استعداد
میان خوشہ انگور و ناں بر شہرے    شدہ بخیر و بہ نہی از عیاد از عباد
مگر خبر چنیں شہر یافتند کہ مصر    فگندہ جامہ بہ نیل دو و نیمہ شد بغداد
ہوا چناں کہ ہمہ مژدۂ نشاط دہد    بسانِ نعمت موعود صالحان بیاد
یکے ست بادِ مسیحا و دوم آبِ خضر    ہمیں ہوا سیو میں واں کہ جاں زباد

نسیم ایں زمے از بزم بر چراغ ذرد　گلِ چراغ دہد نکہت عبیر زباد
و راز شمائل ہر مرغ شمۂ گویم　ہمہ درود شود خاص و عام را او راد
سوادِ آں بارم خواند بازو کلک قضا　بیاض گردہم از گل سفید ہم بسواد
عبیر بوے گل زردوزعفراں بے رنگ　کہ خندہ ہا زدہ بر بوے سوری وشمشاد
نسیم گل کہ در و باد بوستاں گم گشت　ہزار حصۂ طیب ست و نیم حصہ زباد
زبوے خویش چنانست ہر گلے سرمست　کہ ہر تقش کہ صبا بر گرفت باز افتاد
کشد بہ بندگی ہر درخت آزادش　دریں زمیں بود از سرو سوسن آزاد
(دیوان نہایۃ الکمال ص ۵۰-۵۱)

# میوہائے دیوگیر

حدیث میوہ چہ گویم کہ میوہ ہائے جہاں　بماندہ اندرون خستہ پیش ازاں رکشاد
ہلال موز کہ از سلخ غزہ داد بروں　چو روز عید کند جملہ خلق را ارشاد
زہے حلاوتِ نغزک کہ ہست در ہر گام　نبات اینا من کل لذت الفواد
بشکل ہست پر از شہد و شیر حقۂ زر　کہ آب از دہن کوزۂ نبات کشاد
بہ لذت آبی و ناز عراق در پیشش　بہ پیش کوزہ حیوانست کوزۂ جلاد
زمیوہ ہائے دگر ہم سخن کنم لیکن　چہ حاجت است شکر را ستایش قناد
دگر زنم دم تنبول خود عجب برگیست　کہ زادن طربش ہست جان ودل رازاد
زمردیست چو ارواحِ انبیا زنخست　نمود بس ید بیضا بدست مدخل زاد
بہ پختگی چو زر پختہ وجود نقرہ خام　کہ زیر در ہمہ یاقوت ولعل بیروں داد
رگش زخونِ تہی پا کشادہ چوں زرکش　چو گشتہ تیزی دندانش نشتر فصاد

دمے نیامدہ برگِ درخت واں شمشاہ
نیامدار چہ بودتیہ و ما دیا خر راد
زآب جوں دراشک مولہاں چناں
زتاب چوں دلِ پاک مقرباں بوداد
یتیم بحر و جگر گوشگاں کوہ چنانکہ
عقیم ماند دریں وقت ہر دوزاں اولاد

(دیوان نہایۃ الکمال خسروی ص ۵۱-۵۲)

# جامۂ دیوگیر

چہ وصفِ جامہ کنم کانچناں نباشد اگر
زمہ بسلخ کشد پوست اختر جلاد
بچشم سوزن صد گز نگنجد از پس لطف
در و بچلہ خرد نوک سوزنِ پولاد
بسان قطرۂ آبے تو انش گفتن اگر
چکد ز چشمۂ خور قطرہ ہا معتاد

(نہایۃ الکمال ص ۵۲)

# موسیقی دیوگر

دگر سرود چناں کز خراش ہر زخمہ
چو چنگ خویش کند زہرہ نالہ و فریاد
عجب نباشد اگر مردہ زندہ گرد دازاں
کہ لفظ در دلِ ہر نغمہ جاں باز نہاد
سماع ارغنوں آوازہ کردہ بفراق
نوائے بلبل ایں ست وآں دم بط وخاد
دگر ز مردم شیریں بکاغذ آرم نقش
شود بہ نسخہ شکر خاے خامۂ استاد
نویسم از ہمہ اوصاف ایں دیار سزد
خطا نماند کاغذ جشن بوجہ مداد
چونیست حاصل ایں ہر دو وصف ختم کنم
کہ ہست ازاں ہم ورقدر قیمت ایں براد

(نہایۃ الکمال خسرو ص ۵۲)